بضعۃ الرسول

یعنی

مکمل سوانح عمری جناب فاطمہ زہرا
بنت محمد ن المصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

مصنفہ

منشی سید فیاض حسین نقوی البخاری

عبد الحمید کے حمیدیہ پریس دہلی میں طبع ہوا

عطیہ سید حامد حسین صاحب مختار [illegible] دیوبند

[illegible] صاحب [illegible] مولوی محمد حسین صاحب [illegible]

[illegible] ۲۶ جولائی ۱۹۴۳ء

بضعۃ الرسول

یعنی مکمل سوانح عمری جناب فاطمہ زہرا
بنت محمد ن المصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مصنفہ

منشی سید فیاض حسین صاحب نقوی البخاری

حسب فرمائش

امیر بک ایجنسی دہلی

فتح پرنٹنگ ورکس دہلی میں باہتمام حسن و خوبی چھپا

معذرت

میں نے اس کتاب کے لکھنے میں نہایت عجلت سے کام لیا ہے ادہر تو منیجر صاحب امیر بک ایجنسی کی تاکیدی فرمائش، ادہر کاربار ملازمت کی وجہ سے عدیم الفرصتی نے مجھے اتنا موقعہ نہیں دیا کہ نظر ثانی کر سکوں. یا کاپیاں و پروف دیکھ سکوں۔ ایسی حالت میں کتاب کی جو حالت ہو سکتی ہے ظاہر ہے لیکن میں وعدہ کرتا ہوں ۔ کہ انشاءاللہ آئندہ اڈیشن میں ان کی حسب دلخواہ تلافی کردوں گا ۔ امید کہ اگر آپ اس کتاب کی عبارت میں کوئی لغزش پائیں گے تو اسے میری ناچیز معذرت پر محمول فرماکر معاف فرمائیں گے۔

نیاز مند

مصنف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین کما ھو اھلہ اشھد ان لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمد عبدہ و رسولہ و اشھد ان
امیر المؤمنین امام المتقین علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ
بلا فصل۔ اللھم صلی علی محمد و آل محمد الاوصیاء المرضیین بافضل
صلواتک و بارک علیھم بافضل برکاتک والسلام علی ارواحھم و اجسادھم
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علیک یا سیدۃ النساء العالمین السلام
علیک یا والدۃ الحجج علی الناس اجمعین السلام علیک ایھا
المظلومۃ الممنوعۃ حقھا۔

امابعد بندہ گنہگار متمنی رحمت غفار روستار خادم الثقلین
فیاض حسین ابن مولوی سید نذر حسین ستکارپوری نقوی البخاری
بصدادب التماس کرتاہے جناب مولوی سید اولاد حید رصاحب فوق
بلگرامی رئیس وآنریری مجسٹریٹ وممبرڈسٹرکٹ بورڈ کو آٹھ ضلع آرہ
نے بصد جانکاہی ایسا عمدہ کام کیا ہے کہ جو اس وقت تک اردو
زبان میں کسی نے نہیں کیا تھا یعنی سوانح عمری دوازدہ امام علیہم
السلام کو قلم بند فرمایا ہے۔ اور صاحبان موصوف کے مراتب و
منزلت وحالات کو باحسن الوجہ ارقام فرمایا ہے۔ ایک سوانحعمری
جناب ختم المرسلین اور دوسری سوانح عمری لفنجہ محبوب رب
العالمین کا تحریر فرمانا بھی بہت ضروری ولابدی تھا۔ شاید وہ اس
کی ترتیب میں ہوں یا موقع چھاپنے کا نہ ملا ہو۔ یا یہ خیال ہو۔ کہ
سوانح عمری جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرقہ
ہائے اسلام میں سے بہت سے اشخاص نے لکھا ہے کچھ ضروری
نہیں ہے اور جناب معصومہ سیدۃ النساء العالمین کے متعلق
جناب موصوف کا جو کچھ خیال ہو۔ لیکن اس وقت تک اس معصومہ

دو جہان کی سوانح عمری زبان مروجہ میں نظر سے نہیں گذری میرا
یہ مدعا نہیں ہے کہ کوئی ضخیم کتاب ہونی چاہیے تھی۔ نہیں نہیں
بلکہ خلاصہ ہی کیوں نہ ہو مگر ضروری باتیں اس میں سب مندرج ہوں
لہذا خاکسار نے اس خدمت کو اپنا ذریعہ نجات و تعمیل حکم ثقلین شمار
کر کے انجام دینے پر بطور اختصار آمادہ ہو کر اور ذات پروردگار
پر بھروسہ و توکل کر کے باوجود بے سروسامانی و افکار دنیوی و عدیم
الفرصتی اس کو شروع کر دیا ہے۔ اور نام اس رسالہ کا بضعۃ الرسول
کہ موسوم سوانح عمری جناب فاطمہ بنت رسول معظم رکھا۔ واللہ
المستعان وعلیہ التکلان

قبل اس کے کہ میں اپنے منشائے تحریر کی طرف متوجہ
ہوں۔ ایک تمہید بطور اظہار مراتب رسولؐ و اہل بیت رسول صلعم
گزارش کرتا ہوں۔

یہ بہت ضروری اور واجبی امر ہے کہ جب کسی شخص کیحالت
بیان کی جاوے۔ اول اس کے وقار و اقتدار کو ظاہر کیا جاوے۔
تاکہ عوام لوگوں کو تسلیم کرنے اور ماننے میں شبہہ و اعتراض و

نکتہ چینی کا موقع نہ رہے۔

پہلے مجھ کو خاندانی اور ذاتی شرف مخدومہ کونین رہنمائے دارین کا بیان کرنا از حد ضروری و لازمی ہے۔ یہ معظمہ شریک نور رسالت بنت جناب ختم المرسلین زوجہ افضل الوصیین امام المتقین و والدہ ماجدہ یازدہ آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔ اور خود بھی معصومہ و زاہدہ و عابدہ عالمہ غرض جملہ صفات حمیدہ سے موصوف ہیں جیسا کہ آئندہ بیان کیا جاوے گا۔

ان مقدسہ و مکرمہ کو پروردگار عالم نے خاص خاص مراتب اور وہ عظمت و بزرگی عنایت فرمائی ہے کہ از ابتدائے حضرت آدم علیہ السلام کسی زنان محترمہ کو مرحمت نہیں کی جو ذیل میں بیان کی جاتی ہیں۔ اور جو کچھ میں عرض کروں گا۔ وہ کتب فرقہ مخالف سے عرض کروں گا۔ اور بعض موقعہ پر کتب فرقہ شیعہ سے بھی بطور امر واقعی کوئی حدیث یا روایت تائیداً بیان کیجاویگی۔

تمہید

۱۔ جیسا پدر بزرگوار ختم المرسلین رب العالمین ان مطہرہ کا ہے زنان عالمیان میں سے کسی کا ہو تو بتلایا جاوے ؛

۲۔ جیسا شوہر شجاع و بہادر، زاہد و عابد، قوت بازوے رسول الثقلین و نفس رسول مطیع و محکوم خدا و رسول بہمہ صفت موصوف سلف سے آج تک کسی کو زنانِ عالمیان سے ملا ہو تو کوئی بیان کرے ؛

۳۔ جیسے فرزند صالح و نیک بخت سردار جوانان اہل بہشت روح و جان رسول۔ استحکام و قائم کنندہ شریعت سردار مرسلین مطیع رب العالمین کسی بی بی نے پائے ہوں تو اس کا اظہار کیا جاوے ؛

۴۔ از ابتدائے مخلوق کسی معظمہ کو یہ مدارج و مراتب منجانب خالق ارض و سما میسر ہوئے ہیں کہ جبرئیل امین سا مقرب فرشتہ پروردگار ان کی آسیہ سائی اور ان کے فرزندان کی

گہوارہ جنبانی کو فخر جانتا ہو÷

۵۔کسی کو یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ بلا اذن ان کے فرشتہ مقرب بھی ان کے گھر میں داخل نہوتا تھا÷

۶۔کسی کو یہ مرتبہ ملا ہے کہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سا سردار دو جہاں ختم الانبیا بادشاہ کون ومکاں اس طرح تعظیم کرتا ہے کہ جس طرح اس صاحب عصمت کی منزلت فرماتے تھے دسلمہ فریقین ہے کہ جب جناب فاطمہ الزہرا جناب رسالت مآب کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں تو آپ سروقد کھڑے ہو جاتے تھے اور بہت تعظیم واخلاص کے ساتھ اپنی لخت جگر و نور نظر کو باحترام بٹھلاتے تھے) ان باتوں کو آئندہ بیان کیا جاوے گا÷

۷۔سوائے اس لبضعتہ رسول کے کوئی ایسی عورت دنیا میں پیدا ہوئی ہے کہ جس کی خدمت کا فخر حوران بہشتی نے کیا ہو÷

۸۔سوائے ان مکرمہ کے کوئی ایسی بی بی دنیا میں مخلوق

ہوئی ہے کہ جس کا عقد آسمان پر فرشتوں نے پڑھا ہو۔ اور پروردگار عالم نے درخت طوبیٰ کو آراستگی کا حکم دیا ہو۔ اور میوہ ہائے بہشت عقد کی نچھاور میں حوروں نے لوٹے ہوں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو تحفتہً بطور ہدیہ بھیجے ہوں +

۹۔ سوائے اس معصومہ کے کوئی ایسی بی بی دنیا میں پیدا ہوئی ہے کہ جس نے خوشنودی خالق کونین کی وجہ سے اپنا موجودہ کھانا کہ اس سے زیادہ گھر میں موجود بھی نہ ہو مسکین و اسیر و یتیم کو تین روز تک دیا ہو۔ اور خود روزہ پر روزہ رکھا ہو۔ اور شکر منعم حقیقی کیا ہو۔ اور درگاہ احدیت سے اس کے صلے میں تمغہ خوشنودی حاصل کیا ہو۔ (دیکھو سورہ ہل اتی +

۱۰۔ علاوہ اس صاحب عصمت کے کوئی اور بی بی دنیا میں ایسی گذری ہے کہ جس کے وعدہ کی ایفا پروردگار عالم نے کی ہو۔

یہ قصہ اس طرح ہے اور یہ وہ وعدہ ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام نے اپنے صاحبزادوں سے بروز شب عید ان کی طلبی

لباس پر کیا تھا کہ (خیاط جب تمہارے کپڑے سی کر لاوے گا تم کو پہنائے جاویں گے۔ حالانکہ اس وقت تک نہ خیاط کو کوئی کپڑا سینے کو دیا تھا اور نہ کچھ میسر تھا۔ جو نئے کپڑے صاحبزادوں کو پہنائے جاتے مگر پروردگار عالم نے اس صدیقہ کی دعا اس بارہ میں قبول فرما کر فوراً حلہ ہائے بہشت اس معصومہ کے پاس بہشت سے بھیج دیئے۔ کہ اس کے صادق ہونے میں فرق نہ آوے۔

۱۱۔ سوائے ان مخدومہ کے کسی بی بی کا پیش پروردگار یہ رتبہ سنا ہے کہ اس کی دعا سے عروس مردہ بروز شادی زندہ ہوئی ہو اور بہت سی منحرف عورات و بندگان خدا نے وحدانیت پروردگار کا اقرار کیا ہو۔ اور شادی میں جانے کے واسطے اس کے واسطے لباس جنت آیا ہو۔ (یعنی کسی بی بی کو سوائے ان معظمہ کے منجانب پروردگار یہ معجزہ عطا نہیں ہوا)

۱۲۔ سوائے ان مخدومہ کے کسی بی بی کو یہ شرف نصیب ہوا ہے جیسا کہ ان کی خادمہ فضہ کا مرتبہ پیش پروردگار تھا۔ کہ اتقا و زہد اس کا از حد بڑھا ہوا تھا۔ اور یہ سارا فیض ان ہی معظمہ

کی صحبت کا اثر تھا وغیرہ وغیرہ

آخر ان تمام باتوں کا کوئی سبب ضرور ہے۔ بس میں اس سبب ہی کو بیان کرتا ہوں۔ اور اس کے بعد تمہید کو ختم کروں گا۔ اور اصل سوانح عمری کی طرف رجوع کروں گا۔ اب میں اس سبب کے بیان کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جس کی وجہ سے جناب فاطمہ علیہا السلام پر یہ لطف جناب معبود ازلی کا تھا کہ باوجود پردہ نشین ہونے کے یہ مراتب آپ کو کیوں مرحمت ہوئے۔

جبکہ پروردگار عالم کی مشیت میں یہ امر گذرا کہ وہ مخلوق کو پیدا کرے۔ تاکہ وہ اس کی عبادت کرے اور اپنے آپ کو عبد اور اس کو معبود جانے جیسا کہ آیہ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کا منشا ہے تو اس نے پیدائش حضرت آدم علیہ السلام سے ہزارہا سال پہلے اول ایک نور پیدا کیا اور اس نور کو تا پیدائش حضرت آدم علیہ السلام ساق عرش پر رکھا۔ وہ نور معبود کی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہا۔ بخیال ناقص خاکسار منشا پیدائش نور موصوف سے ہدایت مخلوق اور اظہار طریقہ عبادت اور اپنی توحید کا قبول د

اجرار کرنا تھا۔ ایسے اہم و مشکل کام کو منجانب خالق یکتائے وحدہ لاشریک کے ایسے شخص انجام دے سکتے ہیں کہ جن کو وہ معبود خاص طور پر اپنا مقرب و مطیع و اطاعت شعار پیدا کر کے کار ہدایت پر مامور فرمائے۔ وہ نور ان ہی صاحبان کسا آل عبا کا تھا جن سے کار رسالت و امامت و ہدایت لینا منظور تھا۔ اس کے بارہ میں پروردگار عالم یہ ارشاد فرماتا ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک یعنی اے محمدؐ اگر تجھ کو نہ پیدا کرتا تو آسمانوں کو بھی پیدا نہ کرتا ا یہ معظمہ یعنی جناب فاطمہ زہرا بھی اُسی نور کی ایک جزو ہیں

گویا پیدائش افلاک اسی نور کے سبب سے ہوئی یعنی آسمانوں کی خلقت مشروط نور محمدؐ ہی کے سبب سے ہوئی۔ اب اس میں ایک نکتہ باریک اور ہے جس کا اظہار بہت ہی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ پروردگار عالم صرف افلاک کے ہی متعلق یہ ارشاد فرماتا ہے۔ زمین کے متعلق کچھ ذکر نہیں کرتا۔ اس کا بھی کوئی سبب یقیناً ہوگا۔

لہٰذا مفصل طور پر اس کی حالت حسب عقیدہ و عقل خود

بیان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ پروردگار عالم نے قاعدہ شرعی میں لانے کی غرض سے اس نور کو دو حصوں پر تقسیم کیا۔ ایک درجہ اول اور دوسرا درجہ دوم۔

درجہ اول کے سپرد رسالت کا کام اور درجہ دوم کے متعلق امامت و وصایت کو منتظم کیا۔ درجہ اول کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا۔ لولاک لما خلقت الافلاک یعنی درجہ اول کے متعلق آسمانوں کی پیدائش قرار دی۔ اور درجہ دوم کے متعلق زمین کی پیدائش کو منحصر کیا یہی تو وجہ ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رسول اور جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام امام یعنی نائب رسول ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلعم کی وجہ سے آسمانوں کو پیدا اور جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کے سبب سے زمین کو پیدا کیا۔ مدعائے بیان یہ ہے کہ کل نور کی وجہ سے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اس میں مخلوق ہے پیدا کیا۔ آسمانوں کے متعلق پروردگار عالم اپنے رسولؐ سے خود فرماتا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ لولاک لما خلقت الافلاک اور زمین کے

متعلق جناب رسول خدا کا بیان قابل ملاحظہ ہے کہ جناب رسالت مآب جناب علی مرتضےٰ کو ابو تراب ارشاد فرماتے ہیں۔ اس ساری تمہید کا یہ خلاصہ ہے کہ وقت پیدائش حضرت آدم علیہ السلام یہ کل نور پشت حضرت آدم علیہ السلام میں منتقل کیا گیا۔ اور اسی وجہ سے سجدہ تعظیمی حضرت آدم علیہ السلام کا پروردگار عالم نے فرشتوں کو حکم دیا۔ ورنہ حضرت آدمؑ کے لئے منجانب پروردگار سجدہ کا حکم دینا کیا معنی صرف عظمت نور پنجتن پاک کا اظہار کرنا تھا۔ بالآخر یہ نور پشت حضرت آدم علیہ السلام سے منتقل ہوتا ہوا پشت حضرت عبدالمطلب تک پہنچا۔ چونکہ اس نور کا کوئی مثل و نظیر نہیں تھا۔ اور پیوند نور کا نور سے ہی ہونا چاہیئے۔ لہذا شرعی قاعدہ میں لانے کی وجہ سے اس وقت اس کے دو حصہ قرار دیئے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

حصہ اول پشت حضرت عبداللہ پدر بزرگوار جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں منتقل ہوا۔ اور حصہ دوم پشت حضرت ابوطالب پدر جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام میں

منتقل کیا گیا حضرت عبداللہ سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا۔ اور حضرت ابوطالب سے جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ یہی تو وجہ تھی کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا تھا۔ کہ اگر علی نہ ہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی کفو ہی نہ تھا اب یہاں پر وہ نور بقاعدہ شرعی ملحق ہوا۔ (اس سے زیادہ رسالہ رویداد محشر میں بیان کر چکا ہوں) جس کا خلاصہ اور مطلب یہ ہوا کہ جناب فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا حصہ اول یعنی درجہ اول نور سے پیدا ہیں۔ اور واقعی وہ نور ایک ہی ہے۔ (جو بڑے حصہ یعنی درجہ اول نور کا مرتبہ ہے وہ ہی حصہ دوم نور کا رتبہ ہے) اب میں اس تمہید کو اس بیان پر ختم کرتا ہوں۔ کہ جو جو مرتبہ و وقار جناب رسالت مآب کا پیش پروردگار ہے۔ وہ ہی عظمت و وقار جناب فاطمہ کا ہے۔ صرف خوردی و بزرگی اور مرد عورت کا فرق ہے

یہ امر مسلمہ فریقین ہے کہ پیدائش جناب رسول خدا وجناب علی مرتضےٰ علیہم السلام ایک نور سے ہے حدیث نور

ملاحظہ طلب ہے۔ حضرت رازی فرماتے ہیں۔ اول ماخلق اللہ نوری وانا وعلی من نور واحد وانا وعلی من شجرۃ واحد ومن الناس من اشجار شتیٰ۔ یعنی میں اور علی ایک شجر سے ہیں۔ اور اور لوگ مختلف شجروں سے (از حبیب السیر) حدیث لحمک لحمی ودمک دمی وغیرہ وغیرہ۔ قابل ملاحظہ ہیں

اب یہ بات باقی رہی کہ جناب رسول خدا کو پروردگار نے نبی کس وقت قرار دیا۔ آیا اس وقت کہ جب وہ بحالت نور تھے یا اس وقت کہ جب وہ بصورت انسان عرب میں پیدا ہوئے۔ اور پیدائش سے چالیس برس بعد نبی قرار دیئے گئے۔ اس کے متعلق میں حضرت کا ایک قول دکھلاتا ہوں جس کو تمام فرقہ ہائے اسلام مانے ہوئے ہیں۔ حضرت ارشاد فرماتے ہیں۔ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین۔ یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا۔ جبکہ حضرت آدم علیہ السلام مٹی اور پانی میں تھے یعنی ان کا جسد خاکی بھی تیار نہ ہوا تھا۔ حضرت کا مدعا ربیان یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت سے میرا نور پیدا ہوا۔ میں اوسی

وقت سے نبی ہوں۔ اندریں صورت جناب فاطمۃ الزہرا صلواۃ اللہ علیہا بھی جو شریک نور اور جزو نور ہیں۔ اسی وقت سے مقدس و واعلیٰ و برگزیدہ پروردگار ہیں؛

تمہید ختم ہوئی

نام مقدسہ	فاطمہ بنت جناب رسول خدا و زوجہ جناب علی مرتضےٰ وصی برحق جناب ختم الانبیا صلواۃ اللہ علیہم
تعداد اولاد معہ نام	صاحبزادے: حسنؑ و حسینؑ و محسنؑ — صاحبزادیاں: زینب الکبریٰ و زینب الصغرا المعروف ام کلثوم
تاریخ و سن ولادت	۲۰ جمادی الثانی سنہ ۵ بعثت جناب رسول خدا صلوٰۃ اللہ علیہ
مقام ولادت	مکہ معظمہ
تاریخ و سنہ وفات	۳ جمادی الثانی سنہ ۱۱ ہجری مقام مدینہ
تعداد عمر	۱۸ سال ایک ماہ ۱۵ دن
سبب وفات	بوجہ تکلیف و صدمہ افتادگی درد پہلو

جائے مدفن	باختلاف روایات جنت البقیع
کنیت و القاب	ام الائمہ ۔ ام الحسنین ۔ ام محمد ۔ مبارکہ ۔ طاہرہ ۔ زکیہ راضیہ ۔ مرضیہ ۔ بتول ۔ زہرا ۔ صدیقہ ۔ صابرہ ۔ شاکرہ ۔ معصومہ ۔ سیدۃ النساء ۔ عابدہ ۔ مظلومہ

تفصیل معانی اسمائے و القاب جناب فاطمہ علیہا السلام

ا۔ جناب امام ناطق جعفر صادق ؑ سے مروی ہے کہ حضرت مقدس نبوی نے ایک دن فاطمہ ؑ سے کہا کہ اے فاطمہ ؑ آیا تو جانتی ہے کہ تیرا نام فاطمہ کیوں ہے۔ ہنوز جناب فاطمہ ؑ نے جواب نہ دیا تھا کہ جناب علی مرتضے ؑ نے سبقت کرکے کہا حضور بیان فرمادیں۔ میں بھی سننا چاہتا ہوں (جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لانہا قطعت ھی وشیعتھا من النار) اس سبب سے کہ وہ اور اس کے شیعہ نار جہنم سے بری ہیں۔

۲۔ ام الائمہ کی یہ وجہ تسمیہ ہے کہ گیارہ امام اولاد فاطمہ سے قیامت تک ہیں۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں:۔

امام حسنؑ مجتبیٰ۔ امام حسینؑ شہید کربلا۔ امام زین العابدینؑ
امام محمد باقرؑ۔ امام جعفر صادقؑ۔ امام موسےٰ کاظمؑ۔ امام موسےٰ رضاؑ۔
امام محمد تقیؑ۔ امام علی نقیؑ۔ امام حسن عسکریؑ۔ امام مہدیؑ
آخر الزمان علیہم السلام

ان گیارہ میں سے دس صاحبان یکے بعد دیگرے کار نیابت رسول انجام دے کر راہی جنت ہو چکے گیارہویں امام مہدی آخر الزمان عجل اللہ ظہورہم جو بارہویں درجہ امامت پر فائض ہیں اور اب موجود ہیں لیکن بحکم پروردگار عالم پوشیدہ ہیں۔ قرب قیامت آپ ظہور فرماویں گے۔ اس وقت غرب سے شرق تک ایک دین ہو جائے گا۔ اور آپ جہاد فرمائینگے۔

۳۔ کنیت ام الحسنین کی وجہ تو سب کو مفصل طور سے معلوم ہے۔ کہ آپ والدہ ماجدہ جناب امام حسنؑ و جناب امام حسین علیہم السلام سردار جوانان بہشت کی ہیں۔

۴۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد پیدائش جناب فاطمہؑ نام فاطمہ اور کنیت ام محمد مقرر کی۔

۵۔ لقب مبارکہ کی تصریح کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی ہے۔ یہ ایسی بات ہے کہ عالم لوگ اس کو جانتے ہیں۔ جس روز سے آپ کا حمل صلب خدیجہ اکبرؓ میں قرار پایا ہے اس دن سے اسلام کو یوماً فیوماً ترقی ہوئی۔ اور احکام توحید کی طرف خلایق کا میلان ہوا۔ نیز آپ شجرہ مبارکہ کی ایک شاخ ہیں۔

۶۔۷۔ طاہرہ و مطہرہ و معصومہ کے متعلق یہ گذارش ہے کہ آیۂ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً فرماکر پروردگار عالم نے ہر رجس و گناہ ظاہری و باطنی سے پاک و صاف فرما دیا ہے۔ اور یہ مسلمہ طور پر مان لیا گیا ہے کہ اہل بیت رسول میں درجہ دویم پر جناب فاطمہ علیہا السلام ہیں۔ صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پیغمبر خدا صلعم ایک چادر پشمینہ اوڑھے ہوئے تھے کہ حسنؑ بن علیؑ پاس آئے۔ ان کو اس چادر میں لے لیا۔ پھر حسینؑ ابن علیؑ آئے۔ ان کو بھی چادر کے نیچے لے لیا۔ پھر فاطمہؑ آئیں ان کو بھی چادر میں لے لیا۔ ان کے بعد علیؑ آئے ان کو بھی چادر کے نیچے

کے کرارشاد فرمایا۔ اللھم ھا او لای اھلبیتی۔ یہ میرے
اہل بیت ہیں۔ سبب نزول آیۂ انما یرید اللہ لیذھب الخ۔
ترجمہ۔ سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالے ارادہ کئے ہوئے
ہے کہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی دور رکھے۔ اے اہلبیت۔ اور تم کو
پاک رکھے جو حق ہے پاک رکھنے کا۔ پھر فرمایا۔ انا حرب لمن
حاربھم سلم لمن سالمھم۔ جو ان سے لڑا وہ مجھ سے لڑا جس
نے ان سے صلح رکھی اس نے مجھ سے صلح رکھی۔

مروی ہے کہ جناب رسول خدا بعد نزول آیۂ موصوف
جب جناب فاطمہ زہرا و جناب علی مرتضےٰ علیہم السلام کے گھر
پر آتے تو فرماتے اسلام علیکم اے اہل بیت انما یرید اللہ الخ

۸۔ زکیہ	شیخ نجم الدین عمر نسفی (علمائے فرقہ سنت)
۹۔ راضیہ	اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ ایک دن پیغمبر
۱۰۔ مرضیہ	خدا صلعم جناب فاطمہ زہرا کے گھر پر تشریف
۱۱۔ صابرہ	لائے۔ دیکھا کہ وہ معظمہ محزون و مغموم بیٹھی ہیں۔
۱۲۔ شاکرہ	اور روتی ہیں۔ پوچھا کہ اے فاطمہ تمہارے رونے

کا کیا سبب ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ میں بطور حکایت روتی
ہوں نہ بطور شکایت۔ (یعنی گردن گئے) تین دن سے ہمارے
گھر میں کھانا نہیں پکا ہے۔ اور نہ کچھ موجود ہے۔ حسن وحسین مارے
بھوک کے بیتاب ہو کر روتے ہیں۔ مجھے ان کے رونے اور صدمہ
بھوک سے رونا آیا۔ اور علیؓ بھی روتے ہیں۔ اور آپ سے ہم نے
پوشیدہ رکھا تھا۔ مگر آج حسنؓ وحسینؑ سے ایسی بات سنی کہ مجھے
تاب ضبط نہ رہی۔ حضرت نے یہ سن کر ارشاد فرمایا۔ کہ کوئی بچہ ایسا
بھی کبھو کا ہوگا۔ جیسے ہم ہیں۔ یہ سن کر مجھ پر اندھیر ہوگیا میں نے
کہا حضور اس بارہ میں کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر بندہ خدائے
تعالیٰ کے ساتھ مناجات میں جرأت کرے تو عیب تو نہیں ہے۔
حضرت نے فرمایا نہیں کچھ عیب نہیں ہے۔ اے فرزند۔ خدائے
تعالےٰ بندوں کی ایسی خواہش کو دوست رکھتا ہے۔ فاطمہ گئیں
اور غسل کیا۔ اور ایک گوشہ میں نماز کو کھڑی ہوئیں۔ نماز سے فارغ
ہو کر دعا کی اور ہاتھ اٹھائے۔ اور روئیں اور کہا کہ خداوندا تو جانتا
ہے کہ عورتوں میں پیغمبروں کی سی طاقت نہیں ہو سکتی۔ اگر مجھ کو

میرے باپ کے ساتھ (معاملہ کرنے میں) کوئی بھید ہے تو مجھ کو
اس بھید کی برداشت کی طاقت نہیں ہے۔ یا تو مجھے طاقت
دے یا اس بلا سے راحت دے۔ یہ کہکر بیہوش ہوگئیں جبرئیل
نازل ہوے اور کہا کہ یا رسول اللہ اٹھو۔ فرمایا کیا ہوا۔ عرض کیا
کہ فاطمہ نے فرشتوں کو رُلا رکھا ہے۔ اس کی خبر لیجئے خواجہ عالم
تشریف لائے بیٹی کو دیکھا بیہوش پڑی ہیں۔ ان کا سر زمین سے
اٹھا کر گود میں لیا۔ فاطمہ کو ہوش آیا تو اُٹھیں۔ اور مثل شرمندہ کے
گردن جھکا کر بیٹھیں حضرت نے فرمایا اے فاطمہ شغ هنتیما پڑھا کرو
تاکہ خداوند تعالےٰ مشقتیں تم پر آسان کردے۔ پھر اپنا دست مبارک
ان کے سینہ پر رکھا اور کہا کہ خداوندا اس کو بھوک سے محفوظ
رکھ۔ فاطمہؑ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد مجھے بھوک کی کبھی تکلیف
نہ معلوم ہوئی۔

اس معصومہ مظلومہ نے اس دار محن میں اس قدر مصائب
وتکالیف وایذائیں اٹھائیں کہ جن کی انتہا نہیں۔ مگر یہ اسی خاندان
کا حصہ ہے کہ ہر مصیبت میں صبر و شکر سے کام لیا۔ بد دعا تک

نہ کی۔ چونکہ خود رحیم اور رحمت اللعالمین کی پارہ جگر تھیں صبر اختیار کیا۔ یہ جامع زیبا تو مخصوص طور پر اہل بیت رسول کے واسطے قطع ہوا تھا۔

۱۳۔ بتول۔ جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلواۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ بتول کے کیا معنی ہیں حضرت نے جواب دیا کہ بتول وہ عورت ہے جس کو حیض نہ آیا ہو۔ پس بہ تحقیق کہ حیض مکروہ ہے۔ انبیاء کی بیٹوں میں۔ (مودت القربی وغیرہ۔ قابل ملاحظہ ہیں)

۱۴۔ زہرا۔ مروی ہے کہ سیدۃ النساء جناب فاطمہ کو زہرا جو کہتے ہیں۔ اس کی بابت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا گیا۔ پس فرمایا ان حضرت نے (ان اللہ خلقھا من النور عظمۃ فیما اشرفت اضئت السماوات والارض بنورھا وغشب البصار العلاملہ وضرت الملائکۃ اللہ ساجدین وقالوا الہنا سیدنا ھذا النور ما وھی لیحد الیھم ھذا النور من نوری سکنۃ فی سمائے دخلقتہ من عظتی اخرجہ من صلب نبی)

من انبیائے افضلہ علی جمیع الخلایق واخرج من ذالک النور ائمہ یقومون بامری ویشهدون الی حقی واجعلهم خلفائے فی ارضی بعد القضاء وحی) یعنی بہ تحقیق اللہ نے پیدا کیا اس کو (فاطمہ علیہ السلام کو) اس عظمت نور سے پس جب وہ نور طلوع ہوا تو اس کی چمک سے زمین و آسمان روشن ہو گئے۔ اور آنکھیں ملائکہ کی بند ہو گئیں۔ اور گر پڑے۔ ملائکہ سجدہ میں اور عرض کی بارالہا اے سردار ہمارے یہ نور کیسا ہے پس وحی کی اللہ نے طرف ان کے کہ نور میرے نور میں سے ہے کہ ساکن کیا میں نے اس کو آسمان میں اور پیدا کیا اسکو اپنی عظمت سے نکالوں گا۔ اس کو اپنے نبی کی پشت سے جسے میں تمام صدیق پر افضل کروں گا۔ اور اس نور سے ایسے امام پیدا کروں گا۔ جو میرے امر کو قایم رکھیں گے۔ یا میرے امر پر قائم رہیں گے۔ اور میرے حق کی طرف ہدایت کریں گے۔ اور کرون گا میں ان کو اپنا خلیفہ اپنی زمین میں بعد اس کے کہ وحی منقضی (یعنی بند) ہو جائے گی۔ (از حبیب السیر)

۱۵۔ سیدۃ النساء۔ دنیا میں از ابتدائے عالم حسینی بیان

مقدس و متبرک گذری ہیں۔ اول حضرت حوا علیہا السلام دوم وسوم
سارہ و ہاجرہ زوجگان حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ چہارم مریم
بنت عمران مادر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پنجم کلثوم خواہر حضرت
موسےٰ علیہ السلام ششم آسیہ زن فرعون ہفتم خدیجہ بنت خویلد
زوجہ اولیٰ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہشتم جناب
فاطمہ بنت جناب ختم المرسلین۔ لیکن جو مرتبہ پیش پروردگار عالم
جناب فاطمہ الزہرا صلواۃ اللہ علیہا کا ہے۔ وہ کسی بی بی کا نہیں
ہے۔ اب سیدۃ النساء العالمین پارہ جگر رحمت اللعالمین ہیں
ان سے زیادہ شرف اور مرتبہ کسی بی بی کا نہیں ہے۔ یہ تصفیہ وز
جز اہیں یہی وجہ سیدۃ النساء ہونے کی ہے۔

۱۶۔ عابدہ اور زاہدہ۔ جناب فاطمہ علیہا السلام مثل اپنے پدر
بزرگوار رسول مختار و شوہر علی حیدر کرار کے عابدہ و زاہدہ و متقیہ
تھیں۔ جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

۱۷۔ مظلومہ۔ جیسے ان معظمہ کے مراتب تھے۔ ویسے ہی آپ
پر صدمات واقع ہوئے۔ جہاں مراتب کا خاتمہ ہوا ہے۔ مصائب

کی بھی انتہا ہو گئی۔ آپ نے بعد رحلت جناب سرور کائنات ایک شعر ارشاد فرمایا ہے۔ اس سے اُن کے مصائب اور تکلیف کا اندازہ کر لیا جائے۔ ترجمہ عرض کرتا ہوں۔ (آپ فرماتی ہیں) بعد جناب سردار کونین ہم پر وہ مصائب گذرے ہیں کہ اگر دن پہ پڑتے تو رات ہو جاتی۔ اور اگر پہاڑ پر پڑتے تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا

۱۸۔ صدیقہ۔ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ میں لکھتا ہے کہ میں نے علی بن فارضی شافعی مدرس مدرسہ عربیہ بغداد سے سوال کیا کہ فاطمہ راست گو تھیں یا نہیں۔ کہا البتہ صادقہ تھیں میں نے کہا ابو بکر نے پھر فدک کیوں نہیں دیا۔ جبکہ وہ جانتے تھے کہ وہ جھوٹی نہیں ہیں۔ یہ سنکر وہ فاضل مسکرایا اور ایک کلام لطیف و مستحسن اس کے جواب میں کہا حالانکہ صاحب ناموس و متدین شخص تھا۔ اور مذاق و تمسخر اس کے مزاج میں کمتر تھا وہ کلام لطیف یہ ہے:-

اگر آج ان کے دعوے کی تصدیق کر کے فدک ان کے حوالے کر دیتے تو کل فاطمہ آتیں اور اپنے شوہر کے لئے خلافت کا

کا دعوے کرتیں۔ اور ان کو خلافت سے معزول کراتیں۔ تو پھر وہ کیا
عذر پیش کرتے اور کس دلیل سے ان کے دعوے کو رد کرتے کس
لئے کہ جب فدک کے بارہ میں ان کا دعوے بغیر گواہوں کے قبول
کر لیتے۔ تو ان کے تمام دعوے بلا گواہ قبول کر لینے پڑتے اور سب
جگہ ان کی صداقت کا قائل ہونا پڑتا۔ انتہیٰ۔

حال پیدائش جناب فاطمہؑ

۱- جناب پیغمبر خدا نے فرمایا کہ شب معراج کو بہشت کے درخت سے ایک خرما میں نے تناول کیا۔ جو مسکہ سے زیادہ نرم تھا۔ اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ اس خرمہ سے نطفہ میری پشت میں بنا جب زمین پر آیا۔ خدیجہؑ سے نزدیکی کی ان کو فاطمہ کا حمل رہا۔ اس سبب سے جب بہشت کی خوشبو سونگھنی چاہتا ہوں۔ تو فاطمہ کے پاس جاتا ہوں۔ اور اُسے سونگھتا ہوں یہ روایت فرقہ شیعہ و سنی دونوں میں باتفاق الفاظ موجود ہے۔ کشف الغمہ کتاب فرقہ شیعہ و تاریخ الخمیس فرقہ سنت جماعت ملاحظہ فرمائیں

و شقی و غبی مرتد

غطین

۲- کمال الدین حسین واعظ نے روضۃ الشہداء میں روضۃ الوا

شیخ مفیدؒ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت خدیجہؓ کو فاطمہؑ کا حمل رہا تو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ تو لڑکی جنے گی اس کا نام فاطمہ رکھنا کہ پاکیزہ و بابرکت نام ہے. جب وضع حمل کا وقت قریب آیا تو آپ نے کنبہ کی بعض عورتوں کو بلایا کہ موافق دستور کے جننے میں مدد دیں۔

چونکہ خدیجہ سے وہ اسی سبب سے ناراض تھیں کہ حضرت خدیجہ نے پیغمبر خدا سے نکاح کر لیا تھا. آنا منظور نہ کیا۔ اس سے خدیجہ کو کمال ملال ہوا۔ ناگاہ چار عورتیں مشابہ زنان بنی ہاشم خدیجہ کے پاس آئیں. حضرت خدیجہ کو ان کی طرف سے توہم ہوا۔ ان میں سے ایک نے کہا ڈرتی کیوں ہو. خدائے تعالےٰ نے ہم کو تمہارے پاس بھیجا ہے اور ہم تمہاری بہنیں ہیں۔ میں سارہ زوجہ ابراہیمؑ ہوں۔ اور دوسری مریم بنت عمران (مادر عیسےٰ ہے) اور تیسری کلثوم خواہر موسےٰ اور چوتھی آسیہ زن فرعون ہے۔ اور یہ تیری بہشت میں رفیق ہوگی۔ پس یہ چاروں دائیں بائیں آگے پیچھے حضرت خدیجہ کے بیٹھ گئیں۔ یہاں تک کہ فاطمہؑ پیدا ہوئیں۔

اور اس وقت اس مولود سے اتنا نور چمکا کہ مکہ کے مکانوں کا اس نور نے احاطہ کر لیا۔

(مؤلف) آپ صاحبان انصاف سے دختر رسولؐ خدا کی پیدائش کے واقعات پر نظر ڈالیں) کہ زمین کے مشرق اور مغرب میں کوئی ایسا گھر نہ رہا جو اس نور سے روشن نہ ہوا ہو۔ پھر دس حوریں خدائے تعالے نے جنت سے بھیجیں جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ابریق یعنی آفتابہ آب کوثر کا۔ اور ایک طشت تھا جو بی بی خدیجہ کے سامنے بیٹھی تھی۔ اس نے فاطمہ کو اٹھا کر اس پانی سے نہلایا اور خوشبودار کپڑا نکال کر اس میں فاطمہ کو لپیٹا اور ویسا ہی دوسرا کپڑا لے کر مقنعہ سر پر ڈالا۔ اور کہا اے خدیجہ وسہم نہ کر کہ برکت اس لڑکی میں ہے اور اس کی نسل میں اور دوسری بی بی نے خدیجہ کو مبارکباد دی۔ خدیجہ نے نہایت خوشی اور انبساط کے ساتھ فاطمہ کو لے لیا۔ جب حضرت پیغمبرؐ خدا تشریف لائے تو ان کی قرۃ العین کو ان کی گود میں دیا۔ اور حضرت نے فاطمہ نام رکھا اور کنیت ام محمد مقرر کی۔ جناب فاطمہ کے القاب۔ مبارکہ۔ طاہرہ۔

زکیہ۔ راضیہ۔ مرضیہ۔ مورثہ۔ بتول۔ زہرا۔ ہیں۔

کیفیت ایام طفولیت جناب فاطمہؑ

جاننا چاہیے کہ اولاً تو ملک عرب جو گرم ملک ہے وہاں انسان بہت جلد بالغ ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے شارع نے ۱۵ برس کی عمر میں لڑکے کو اور ۹ برس کی عمر میں لڑکی کو بالغ قرار دیا ہے۔ چہ جائیکہ وہ صاحبان جن کو مخصوص طور پر پروردگار نے اپنا مقرب و برگزیدہ و نگہبان و محافظ۔ و معاون شریعت مقرر فرمایا ہو۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نمود بالیدگی کو مورخان فریقین نے اس طرح تحریر کیا ہے کہ آپ کی جب تین ماہ کی عمر ہوئی تو آپ کھڑے ہونے لگے اور سات ماہ ہوئے تو چلنے لگے۔ اور جب دس ماہ کے ہوئے تو لڑکوں کے ساتھ تیر و کمان لئے پھرتے تھے۔ یہ امر فطرتی قاعدہ کے خلاف ہے۔ لیکن خاصان کردگار مخصوص صاحبان کساؑ آل عبا و چہاردہ

معصوم کی نمود و بالیدگی کی یہی کیفیت رہی ہے۔ چونکہ جناب سیدۃ النساء العالمین اوسی نور کی ایک جزو اور آل عبا میں سے تھیں۔ اس قدر جلد ان کا اس طرح نمو پانا تعجب نہیں ہے۔ آپ نوہی سال میں پورے طور پر بالغ ہوگئیں ۲ھ میں جبکہ آپ کی عمر بقول بعض ۹ سال کی تھی عقد ہوا۔ اور سال ۳ھ میں جناب امام حسن علیہ السلام پیدا ہوئے۔ نو سال تک اپنے پدر بزرگوار کی خدمت و تربیت میں رہیں۔ آپ تیز فہم و ذہین اور مطیع خدا و رسول تھیں۔

تعلیم جناب فاطمہ علیہا السلام

۱۔ پروردگار عالم نے جس طرح اپنے رسول ختم المرسلین اُمّی (یعنی بغیر لکھے پڑھے) کو اپنے علم سے ماہر و آگاہ کیا تھا۔ اسی طرح رسول خدا نے بحکم پروردگار اپنی دختر نیک اختر شفیعہ روز محشر اور اپنے برادر بجان برابر حیدر صفدر کو

ان علوم سے کہ جو پروردگار سے آپ کو پہونچے تھے مطلع
داگاہ کیا۔ اور جناب فاطمۂ وعلی مرتضےٰ علیہم السلام نے
اپنے فرزندان حسنؑ وحسینؑ کو کہ جو بعد جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام
جانشین رسول ہونے والے تھے۔ ان علوم کو تعلیم کیا۔ ان
دونوں صاحبان میں سے چونکہ امام حسین علیہ السلام بعد
جناب امام حسن علیہ السلام جانشین رسول مقرر ہوئے ہیں
لہذا یہ سلسلۂ نیابت رسول اولاد جناب امام حسین علیہ السلام
میں اس طرح قائم رہا کہ اصلی جانشین رسول نے وقت انتقال
اپنے اپنی اولاد میں سے ایک شخص کو جس کے واسطے پروردگار
کا حکم تھا۔ اسرار علوم الہی سے آگاہ کردیا۔ اور کار نیابت
رسول اس کے سپرد کیا۔ اور جن جنکے جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذریعہ پیشین گوئی نام بتلا گئے تھے ان
کو ان علوم کی تعلیم جانشین ونائب رسول موجودہ نے کی۔
انتہا اس کی امام مہدی آخرالزماں علیہ السلام پر ہے۔ اندریں
صورت جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا کو کوئی ضرورت

اس کی نہیں تھی کہ وہ مثل عوام الناس کے مدرسہ یا مکتب یا گھر میں ہی اپنے ماں باپ سے طریقہ نوشت و خواند سیکھیں

۲ میں جہاں تک خیال کرتا ہوں اور مجھ کو علم ہے جناب فاطمہ علیہا السلام کی نسبت یہ نہیں معلوم ہوا۔ کہ انہوں نے علوم صرف و نحو۔ علم ہندسہ یا ریاضی و اقلیدس وغیرہ کسی معلم یا معلمہ سے سیکھا ہو۔ یا کم از کم اپنے والدین سے ہی مثل طالب علموں کے علوم حاصل کئے ہوں اور جب ایسا نہیں ہے تو وہ مخذومہ معصومہ عالمہ و محدثہ کس طرح ہو گئیں۔

اس سے میرے بیان کو تقویت ہوتی ہے۔ اور یقیناً وہ معظمہ جملہ ان علوم کی عالم تھیں۔ کہ جو منجانب پروردگار جناب رسول اللہ کو تعلیم ہوئے تھے۔ اور وہ بحکم پروردگار ان کو بھی بقدر ضرورت تعلیم کئے گئے۔

۳۔ جناب معصومہ موصوفہ کی رفتار گفتار بالکل جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھی۔ اس مقام پر بطور اختصار ایک روایت عرض کرتا ہوں۔ یہ وہ روایت ہے۔ کہ

جس کو فریقین مانے ہوئے ہیں۔ اور اخبار صحیحہ سے ہے۔

روایت حضرت عائشہ سے پوچھا گیا آدمیوں میں سے سب سے زیادہ پیغمبر خدا کو کون عزیز تھا۔ جواب دیا کہ فاطمہؑ کہا مردوں میں سے۔ جواب دیا شوہر اُن کا۔ نیز حضرت عائشہؓ سے منقول ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے فصاحت کلام اور سکینہ اور وقار بیٹھنے اٹھنے میں فاطمہؑ سے زیادہ کسی کو رسول خدا سے مشابہ نہیں پایا۔ جب فاطمہؑ جناب رسول خدا کے پاس آتی تھیں۔ تو حضرت کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور بوسہ لیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے اور جب جناب رسولؐ خدا فاطمہؑ کے گھر جاتے تو اسی طرح فاطمہؑ اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ تعظیم و تکریم سے پیش آتیں۔ یہ ہونا تو ضرور ہی تھا۔ لیکن جناب رسولؐ خدا کا جناب فاطمہ کی تعظیم کرنا تعجب خیز اور کسی سبب خاص کی دلیل ہے۔

۲ جس طرح جناب رسولؐ خدا اپنے دشمنوں اور مخالفوں کے ساتھ خلق و مروت و حلم و سخاوت کا برتاؤ کرتے تھے۔ کہ باوجود ایذا پہنچنے کے بھی کبھی ان کے حق میں بددعا نہ کی۔ اسی

طرح یہ معظمہ بھی اپنے دشمنوں کے ساتھ خلق و مروت واحسان وحلم کا برتاؤ کرتی تھیں کبھی ان معصومہ نے بھی اپنے دشمنوں کو بددعا نہ کی۔ اور یہاں تک ان کے ہاتھ سے اور زبان سے اور افعال سے آزار پہونچے کہ آپ کا اُنہیں صدمات کے سبب خاتمہ ہوگیا۔

۵۔ امور خانہ داری میں ان معصومہ کا یہ حال تھا کہ خود کام کرتی تھیں۔ کسی خادمہ کی محتاج نہیں تھیں۔ بعد شادی جب وقت ان کے اولاد ہوئی ہے۔ اور وہ چھوٹے چھوٹے بچے تھے اس وقت ان معظمہ کی عبادت میں کمی ہونے لگی۔ آپ نے اپنے پدر بزرگوار سے اس کی درخواست کی۔ اور خادمہ تجویز کی گئی لیکن خادمہ کی موجودگی میں بھی آپ نے اپنا ہر کام اس وقت میں جبکہ عبادت پروردگار سے فرصت حاصل ہوتی تھی انجام دیتی تھیں۔ خادمہ کے کام انجام دینے پر نہیں چھوڑتی تھیں چکی پیسنا۔ روٹی پکانا۔ اپنے اور اپنی اولاد کے پارچہ سینا وغیرہ آپ کی خصلت وعادت بالکل جناب رسول خدا کے مطابق تھی

آپ ہر صورت میں قدم بقدم رسول اللہ تھیں۔ نبوت و امامت کا درجہ ان کو حاصل نہیں تھا۔ کیونکہ آپ پردہ نشین بی بی تھیں اور نبوت جناب ختم المرسلین پر ختم ہو چکی تھی۔ اور امام منجانب پروردگار جناب علی مرتضے مقرر ہو چکے تھے۔ باقی جو صفات رسول اللہ میں تھیں۔ وہ آپ میں ضرور تھیں۔ ایسی حالت پردہ نشینی میں بھی آپ نے ہدایت کا کام جس وقت آپ کو موقع ملا ہے انجام دیا ہے۔

خطبہ جناب موصوفہ کا قابل ملاحظہ ہے جس کو میں ختم بیان پر عرض کروں گا۔ اس کی فصاحت و بیان سے ہر شخص پر آپ کی واقفیت علوم و ہدایت کا امت تک پہنچانا معلوم ہو سکتا ہے۔

حالات عقد و جہیز جناب فاطمہؑ

۱۔ اکثر مورخان اسلام و دیگر مذاہب نے اس بارہ میں لکھا ہے۔ اگر سب کو بیان کیا جاوے تو سوائے طول اور کچھ مقصود نہیں ہے۔ میں صرف ان روایات مسلمات فریقین یا خاص کتب فرقہ سنت جماعت کے حوالے سے بیان کرتا ہوں۔ جو فرقہ ہائے اسلام کو تسلیم ہیں۔

۱۔ صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقد جناب فاطمہؑ کے بارہ میں منتظر وحی تھے۔ یہاں تک کہ جبرئیل امین نے آنکر کہا کہ اے پیغمبرؐ خدا اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ فاطمہ کی شادی علی سے کردو۔

۲۔ صاحب حبیب السیر اس طرح لکھتے ہیں کہ بہت سی معتبر کتابوں میں ثقہ لوگوں سے مروی ہے کہ اس نکاح سے پہلے ایک دن حضرت ابوبکرؓ نے رسول صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر جناب سیدہ کی خواستگاری کی حضرت نے فرمایا کہ فاطمہؑ

کے معاملہ میں میں کچھ نہیں کرسکتا۔ وحی کا منتظر ہوں۔ جیسا حکم ہوگا وہ کیا جاوے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جناب رسالتمآب کا یہ بیان حضرت عمرؓ سے بیان کیا۔ اور کہا کہ میری درخواست کو حضرت رسول اللہؐ نے قبول نہیں کیا۔

حضرت عمرؓ نے خود اپنے بارہ میں جناب رسول خدا سے فاطمہ کی خواستگاری کی۔ مگر دربار نبوی سے ان کو بھی وہی جواب ملا۔ جو حضرت ابوبکرؓ کو ملا تھا۔ اعلام الوری کی روایت کے بموجب شیخین کی خواستگاری کے بعد بعض صحابہ نے حضرت امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کہ تم کس واسطے جناب زہرا کی خواستگاری نہیں کرتے۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ اصحاب نے کہا کہ حضرت رسالتمآب کچھ طلب نہیں کرینگے۔ اس وقت علی مرتضےٰ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کچھ دیر بیٹھے اور غایت حیا سے بغیر کچھ عرض کرنے کے واپس چلے آئے۔ دوسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ کہ حضرت علی مرتضٰی کو جرأت نہ ہوئی اور واپس چلے آئے۔ تیسرے روز پھر حاضر خدمت

جناب رسالت مآب ہوئے۔ اور چپ بیٹھ گئے۔ جناب سرور کائنات
نے پوچھا اے علیؑ کچھ حاجت رکھتے ہو نیچی گردن کرکے جواب
دیا۔ البتہ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ فاطمہؑ کی درخواست کرنے آئے
ہوگے۔ (دبے ہوئے پُرتہذیب الفاظ میں عرض کی) بلے۔ یا
رسول اللہ۔ اور آنحضرت نے اس التماس کو قبول فرمالیا پس
جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا یا محمدؐ حق سبحانہ تعالیٰ نے حکم دیا
ہے کہ فاطمہؑ کا علیؑ سے نکاح کردیجئے۔ پس جناب سرور کائنات نے
فاطمہؑ سے کہا کہ علی ابن ابی طالب کے مراتب اور اس کی فضیلت
جو اسلام میں ہے اس سے تم واقف ہو۔ اور میں نے اپنے رب
سے سوال کیا تھا۔ کہ فاطمہ کا نکاح ایسے شخص سے کرے۔ جو اس
کی خلقت میں اس کے نزدیک سب سے افضل اور محبوب تر ہو
اور اس نے (علی) تیرے معاملہ میں کچھ کہا ہے۔ پس تیری کیا رائے
ہے۔ فاطمہؑ خاموش ہو رہیں۔ رسول اللہ صلعم فاطمہؑ کے پاس سے
باہر آئے۔ اور فرمایا۔ (اللہ اکبر) فاطمہؑ کا سکوت اس کا اقرار ہے
اور کتاب مناقب خوارزم میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلعم

اُم سلمہ کے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ کہ شاہ ولایت پناہ
خواستگاری فاطمہؑ کے لیئے حاضر ہوئے۔ اور مدعا بیان کیا
جناب سردار مرسلین نے فرمایا کہ اے علی تجھکو بشارت ہو کہ
خدائے تعالےٰ نے آسمان پر تیرا نکاح فاطمہ سے کیا ہے تیرے
آنے سے پہلے جبرئیل میرے پاس آئے اور حریر بہشت کا ایک
پارچہ سفید میرے آگے رکھدیا۔ کہ جس میں دو سطریں قلم نور سے
لکھی ہوئی تھیں۔ میں نے اپنے حبیب جبرئیل سے پوچھا کہ یہ
حریر کیسا ہے۔ اور اس میں کیا لکھا ہے۔ جواب دیا کہ بدرستیکہ
حق تعالےٰ نے نظر کی طرف اہل زمین کے اور آپ کو تمام مخلوق
میں برگذیدہ کیا۔ اپنی رسالت کے ساتھ منسوب کیا۔ دوبارہ پھر
خطہ زمین پر نظر ڈالی۔ اور آپ کے واسطے ایک بھائی اور وزیر
اور مصاحب اور داماد اختیار کیا۔ اور آپ کی دختر فاطمہؑ کا اس
سے نکاح کیا۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے۔ کہا جبرئیل نے
یا محمدؐ تمہارا بھائی دنیا اور آخرت میں اور تمہارا ابن عم نسب میں
یعنی علی ابن ابی طالب علیہ السلام بعدہ جبرئیلؑ نے کہا کہ یا رسول اللہ

اشجار بہشت اور درخت طوبےٰ میں حکم الٰہی سے پھل لگے
ہیں۔ اور بہشت مزین اور آراستہ ہوئے ہیں۔ اور حوروں نے
اپنے کو نور سے آراستہ کیا ہے۔ اور ملائکہ حوالئی بیت المعمور
میں جمع ہوئے ہیں۔ اور رضوان نے ممبر نور نصب کیا ہے۔ اور
راحیل فرشتے نے جو طاقت لسان اور حُسن بیان سے متصف ہے
اس ممبر پر آکر حمد و ثنائے باری تعالیٰ بیان کر کے ساکنان سمٰوات
کو مسرور کیا ہے۔ پھر باری تعالےٰ نے مجھ پر وحی کی کہ میں نے اپنی
کنیز اپنے حبیب محمدؐ کی بیٹی فاطمہؑ کی اپنے بندہ علی ابن ابی طالب
سے تزویج کی۔ تو نکاح پڑھا دے۔ پس میں نے نکاح پڑھا دیا۔
اور گواہی کرا دی اس پر تمام ملائکہ کی۔ ان کی گواہی اس حریر میں
لکھی ہوئی ہے۔ اور میرے رب نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ اس حریر کو
آپ کے سامنے پیش کروں۔ اور اس پر مشک کی مہر لگا کر رضوان
کے حوالہ کردوں۔ اور جب خدائے تعالیٰ ملائکہ کو علیؑ و فاطمہؑ کے
نکاح پر گواہ کر چکا تو شجر طوبےٰ کو حکم دیا کہ اپنے پھلوں کو نچھاور
کرے۔ ملائکہ اور حوروں نے ان پھلوں کو چن لیا۔ اور وہ قیامت تک

اس پر فخر کریں گے۔ یا محمدؐ مجھ کو خدائے تعالےٰ نے یہ حکم دے کر بھیجا ہے کہ زمین پر بھی آپ علیؑ اور فاطمہؑ کا عقد زوجیت منعقد کر دیجئے۔ پس حضرت نے عقد پڑھا دیا۔ اس روایت کو علامہ حضوری نے بھی اپنی کتاب نزہتہ المجالس جلد دوم میں لکھا ہے۔

پھر صاحب حبیب السیر لکھتے ہیں کہ جس شب کو علیؑ و فاطمہؑ کو ایک دوسرے کے سپرد کیا گیا۔ تو نماز عشاء پڑھ کر سرور کائنات ایک مشکیزہ آب لے کر داماد و دختر کے محلہ میں تشریف لائے۔ اور اپنا لعاب دہن پانی میں ڈال کر اور معوذتین اور ادعیہ پڑھ کر اس میں سے تھوڑا پانی فاطمہؑ کے سر پر اور سینہ پر چھڑک دیا۔ اور تھوڑا سا اور لے کر علیؑ کے سر پر اور ان کے دونوں شانوں کے درمیان ڈال دیا۔ اور فرمایا۔ اللھم انھا منی وانا منھا اللھم کما اذھبت منی الرجس وطھرتنی طھرھما۔ ترجمہ بارالہا یہ دونوں مجھ سے ہیں۔ اور میں ان سے ہوں۔ بارالہا جس طرح تو نے مجھ سے ناپاکی اور پلیدگی کو دور کیا ہے۔ اسی طرح ان دونوں کو بھی پاک کر دے۔

۳۔ اکثر مورخین فریقین نے لکھا ہے کہ جب جناب علےؑ مرتضےٰ علیہ السلام نے جناب فاطمہؑ علیہا السلام کی خواستگاری کی تو سرورِ کائنات نے جناب علیؑ مرتضےٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ کہ تمہارے پاس کچھ سرمایہ بھی ہے۔ جناب علیؑ نے فرمایا صرف ایک تلوار، ایک زرہ اور ایک گھوڑا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تلوار اور گھوڑے کو تو رہنے دو۔ لڑائی میں کام آئیں گے۔ اور زرہ کی تم کو ضرورت نہیں ہے پس حضرت علیؑ نے زرہ لے کر فروخت کر دی۔ وہ چار سو درہم کو بکی۔ اور اس قیمت سے جہیز فاطمہ مہیا کیا گیا۔

تلوار و گھوڑا جو جناب علیؑ مرتضےٰ علیہ السلام کے پاس تھا وہ عطیہ جناب رسولؐ خدا ہی تھے۔ کیونکہ جناب علیؑ مرتضےٰ پانچ سال کی عمر سے پرورش و کفالت جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھے۔

تفصیل جہیز جناب فاطمہؑ

دو کرتے۔ بھیڑ کی کھال کا ایک بستر۔ ایک قصابہ۔ دو چاندی کے کنگن یا بازو بند۔ ایک چمڑہ کا تکیہ کھجور کے پتے بھرا ہوا۔ ایک پانی کا پیالہ (غالباً ظروف گلی ہوگا۔) ایک چکی۔ دو پانی کے مٹکے (گلی) ایک مشک۔ کلھم اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔

یہ جہیز ان دونوں کی سادہ زندگی بسر کرنے کو کافی سمجھا گیا۔ کیونکہ خود جناب سرور کائنات کی بھی طرز معاشرت ازحد سادہ تھی۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ مہینہ مہینہ بھر گذر جاتا تھا کہ پکانے کے لئے ہمارے گھر میں آگ نہیں سلگتی تھی۔ صرف کھجوروں اور پانی پر گذارہ ہوتا تھا۔

مؤلف۔ اگر اسی روایت کے متعلق بیان کروں یا لکھوں تو بہت طول ہو جائے گا۔ اور اصلی جو مدعا ہے وہ کالعدم و ناتمام

رہ جائے گا۔ لہذا اس کی خاص خاص باتوں کی طرف توجہ دلاتا
ہوں۔ اور بطور اختصار ان کو بیان کرتا ہوں :۔

الف پروردگار عالم کو ایسی کیا ضرورت واقع ہوئی تھی جو اس
نے جناب فاطمہؑ کے عقد کا آسمان پر یہ اہتمام کیا۔ کہ
اشجار بہشت کو آراستگی کا حکم دیا۔ طوبےٰ کو بار آور کر دیا
راحیل فرشتہ نے اس خوشی میں خطبہ پڑھا۔ جبرئیل نے
نکاح پڑھا دیا۔ طوبیٰ کو پھلوں کی نچھاور کا حکم دیا۔ اور
فرشتوں کی حریر پر گواہی کرائی۔ اور اپنے رسول پر وہ
پارچہ حریر بھیجا۔ اور اس کو واپس منگا کر رضوان کے پاس
اس کے رکھنے کا حکم دیا۔ حوران بہشتی نے نچھاور کو لوٹا۔
اور وہ قیامت تک اس کا فخر کریں گی۔ اس کا کوئی سبب
خاص ہے۔ اور اس نچھاور ثمر ہائے طوبےٰ سے پروردگار
کی کیا منشاء ہے۔ اور حوروں نے اس کو اندوختہ کیا۔ وہ
ان کے کس کام میں آوے گا۔ خورد و نوش سے تو وہ بالکل
مبرا ہیں۔ بیچنے کی اور رقم کی ان کو ضرورت نہیں ہے اور

جو شخص جو کام کرتا ہے اس سے اس کی کوئی غرض یا منشاء ضرور
متعلق ہوتی ہے ؎

ب اس قدر قلیل جہیز دینے کی کوئی خاص وجہ ہے۔ کیا پروردگار
عالم بھی جہیز فاطمہ میں توسیع نہیں کر سکتا تھا۔ جبکہ وہ خود
آسمان پر اس عقد کا ہونا منظور فرماتا ہے۔ اور خود حکم
دیتا ہے۔ یا سوائے اس جہیز کے اور بھی دیا ہے جس کو
فرقہ سنت جماعت نے روایت میں بیان نہیں کیا۔ یا
کتب فرقہ شیعہ سے اس کا انکشاف ہونا چاہیے۔

ج چونکہ یہ روایت فریق مخالف کے بہت صحیح ہے اگرچہ
بعض باتیں اس میں بہت کم بیان ہوئی ہیں لیکن جس
قدر بیان ہوا ہے۔ وہ بہت درست ہے۔ لیکن خاکسار
کو اس وقت ایک توہم پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے۔
اول یہ کہ پروردگار نے ایسا کیوں کیا۔
دوئم یہ کہ بقول فرقہ سنت جماعت رسول خدا کے علاوہ
جناب فاطمہ علیہا السلام کے تین صاحبزادیاں۔ زینب

کلثومؓ۔ رقیہؓ اور تھیں۔ جن میں سے یکے بعد دیگرے دو
کا عقد حضرت عثمان کے ساتھ ہونا بیان کرتے ہیں۔ اور اس
وجہ سے حضرت عثمان کو وہ ذوالنورین کہتے ہیں۔ تو ان صاحبزادیاں
زینب، رقیہ، کلثوم سے پروردگار کو کیا عداوت تھی جو اُن
کا عقد آسمان پر نہ پڑھا گیا۔ اور بہشت کو آراستگی کا حکم نہ دیا
گیا۔ اور طوبےٰ سے پھلوں کو نچھاور نہ کیا گیا۔ اور نہ ان کا عقد
جبرئیل نے پڑھا اور نہ راحیل فرشتہ نے ان کے عقد کی خوشی
میں آسمان پر خطبہ پڑھا۔

د اس روایت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جبرئیل نے
جناب رسالت مآب سے کہا کہ پروردگار عالم نے پہلی
مرتبہ اہل زمین کی طرف نظر کی تو آپ کو تمام مخلوق میں سے
منتخب کیا۔ اور برگزیدہ قرار دیا اور رسالت کے واسطے
نامزد فرمایا۔ اور جب نظرِ ثانی کی تو علی مرتضےٰ کو انتخاب
کیا۔ اور ان کو آپ کا وزیر و مصاحب و داماد قرار دیا
تو گیا اس وقت میں جب ان دونوں صاحبان کا

انتخاب ہوا ہے کوئی اور ان سے زیادہ صاحب فضل
و مراتب موجود نہ تھا۔ خلفائے ثلاثہ۔ و ابو عبیدہ جراح و
سعد بن وقاص و ابو ہریرہ۔ طلحہ و زبیر وغیرہ ممدوحان
فرقہ سنت جماعت موجود تھے۔ کم از کم نظر ثانی میں ہی
بجائے علی ابن ابی طالب کے ان میں ہی سے کسی کو
نامزد کرتا۔ کیا پروردگار سے سہو تو نہیں ہوا۔ کہ باوجود
موجودگی حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان
اصحاب جان نثاران کے حضرت علی کا انتخاب کیا۔ یا
وہ مقولہ فرقہ سنت جماعت غلط ہے کہ وہ کہتے ہیں
خلفائے ثلاثہ حضرت علی مرتضٰے سے افضل ہیں۔

۵ کسی روایت فرقہ اہل سنت سے یہ نہیں معلوم ہوتا
ہے کہ بی بی عائشہ جز وجہ رسول خدا تھیں اور جناب
رسول خدا کی بہت پیاری و محبوبہ تھیں۔ ان کے عقد
میں پروردگار عالم نے آسمان پر یہ اہتمام کیا ہو۔ کیا
پروردگار عالم سے یہ سہواً فروگذاشت ہوا ہے۔ کیا

بی بی عائشہ صدیقہ نہ تھیں۔ کیا ان کا مرتبہ جناب فاطمہ سے کم تھا۔ یا توبہ توبہ رسول خدا جناب علی مرتضےٰ سے کم درجہ رکھتے تھے۔ غرض جناب فاطمہ کا عقد آسمان پر کس خصوصیت سے پڑھایا گیا۔

و جناب رسول خدا نے بعد عقد و رخصت جناب فاطمہؑ مشکیزہ میں پانی لیا۔ اور اس پر آیات دم کر کے دونوں دولہا دولہن پر چھڑکا۔ اور فرمایا کہ پروردگار یہ دونوں مجھ سے ہیں۔ اور میں ان سے ہوں۔ اس کا مدعا سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ہے۔ رسول اللہ سے بیٹی اور داماد کا ہونا تو عقل میں آتا ہے لیکن جناب رسالت مآب کا ان دونوں سے ہونا وہم میں ڈالتا ہے۔ اس میں بھی کوئی نکتہ ضروری ہے رسول اللہؐ کا کلام بے معنی اور لایعنی ہو نہیں سکتا۔

ز درحالیکہ پروردگار عالم نے کسی اپنی مصلحت یا سبب سے اپنی کنیز خاص جناب فاطمہ اور اپنے بندہ خاص جناب علیؑ کا عقد آسمان پر پڑھایا۔ اور بہشت کی آراستگی کا

حکم دیا یعنی بہت اہتمام کیا۔ تو یقیناً اس عقد میں تعداد مہر بھی زیادہ مقرر کی ہوگی۔ خواہ وہ تعداد زر نقد کی ہو یا ایسی اشیاء کی جو زر نقد سے بھی زیادہ عمدہ ہوں۔ اس کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ اگر میں ان تمام باتوں کی تصریح کروں تو اصل مطلب فوت ہو جاوے گا۔ لہذا اس کو میں چھوڑتا ہوں۔ اہل انصاف اس کا خود نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ کہ منجانب پروردگار عالم فاطمہ علیہا السلام کا مہر کیا تجویز ہوا ہوگا

دنیا میں جناب فاطمہؑ نے کس طرح بسر کی آیا امیرانہ حالت میں یا مفلسانہ کیفیت میں

اول ہم کو یہ جاننا چاہیے کہ دنیا کیا چیز ہے اور خاصان کردگار کا دنیا کے متعلق کیا خیال رہا ہے۔ خصوصاً صاحبان کسا آل عبا کی نظروں میں دنیا کی کیا قدر و منزلت تھی وہ دنیا کے

آرام و عیش کے خواہشمند تھے یا متنفر۔ پس اس امر کے بارہ میں جہاں تک مجھ کو معلوم ہے وہ یہ ہے۔

کہ دنیا عقبیٰ کی ضد و مخالفت کا نام ہے۔ احکام پروردگار کی اطاعت کا نام عقبیٰ اور اس کے انحراف کرنے کا نام دنیا ہے جناب فاطمہ علیہا السلام نے دنیا میں محتاجانہ فقیرانہ بسر کی کبھی دنیا یا مال و عیش و آرام و لذات دنیا کی طرف نگاہ لطف سے دیکھا بھی نہیں اس کے چند وجوہ ہیں۔

(۱) یہ کہ خواہشمند دنیا ضرور نافرمانی پروردگار کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور جناب معصومہ مطیع پروردگار تھیں۔

(۲) جناب رسالتمآب پدر بزرگوار جناب فاطمہ علیہا السلام نے ہمیشہ حالت ناداری و افلاس میں بسر کی۔ اور کسی وقت میں اشارۃً بھی دنیا کی طرف میل نہیں کیا۔ بلکہ مدام اس سے متنفر و گریزاں رہیں۔ یہاں تک کہ خود پروردگار عالم نے کنجیاں خزانہائے دنیا کی بذریعہ جبرئیل امین حضرت کے پاس بھیجیں۔ اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے ہمارے رسول یہ کنجیاں خزانہ ہائے دنیا کی ہیں۔

لو اور جس قدر چاہو صرف کرو۔ تمہارے مراتب و منزلت میں کبھی کچھ فرق نہ آئے گا۔ لیکن اس مطیع پروردگار نے وہ کنجیاں واپس کیں۔ اور جواب میں ارشاد کیا۔ کہ مجھ کو یہی کافی ہے کہ میں تجھ سے اسقدر طلب کروں جو مجھ کو ایک وقت کو کافی ہو تاکہ اس کو کھا کر تیرا شکر ادا کروں۔ اور دوسرے وقت کے واسطے تجھ سے دعا کروں،

اور اسی کے قریب قریب ان کے جانشین برحق کا حال ہے کہ وہ حضرت قدم بقدم رسول اللہ کے تھے۔ پھر دختر نیک اختر رسول و زوجہ وصی برحق رسول اس کے خلاف کیوں کر جرأت کر سکتی تھیں ؞

(۳) ایک مرتبہ دنیا بشکل حسین عورت جناب امیر علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئی حضرت نے اس سے اس کا استفسار حال کیا۔ اُس نے جواب دیا کہ دنیا ہوں اور ہنوز باکرہ ہوں سبب اس کے ازالہ بکر نہ ہونے کا دریافت کیا۔ تو اُس نے کہا کہ مردان خدا نے تو میرے حسن و جمال کی طرف اس وقت تک توجہ نہیں کی۔ اور مجھ سے نفرت اختیار کی۔ اور نامردوں نے میری خواہش

کی۔ ان سے میں مانوس نہ ہوئی۔ کیونکہ میرا مانوس ہونا بے حظ و بے لطف تھا۔ پس اس وجہ سے اس وقت تک میرا ازالہ بکر نہوا۔

اور یہ مشہور عام ہے کہ جناب شیر خدا وصی برحق جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دنیا کو طلاق باین دیا تھا۔ وہ کس طرح اس کی طرف رجوع کرتے۔ اور دنیا ان سے کیونکر خوش ہوتی

(۴) جناب فاطمہ علیہا السلام ایسے برگزیدہ نبی کی دختر اور خود بھی معصومہ۔ زاہدہ۔ صدیقہ۔ عالمہ۔ زکیہ۔ مرضیہ۔ راضیہ۔ شاکرہ صابرہ۔ مطیع پروردگار تھیں۔ اور ایسے شخص کی زوجہ تھیں جنہوں نے دنیا کو طلاق باین دیدیا تھا۔ وہ کس طرح اس کی طرف التفات کر سکتی تھیں۔ اور دنیا ایسے شخصوں سے کیونکر مانوس ہو سکتی تھی پروردگار عالم نے اپنے کلام میں اور اس کے رسول نے بذریعہ احادیث کے مذمت دنیا میں بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے جناب معصومہ ان تمام باتوں سے آگاہ و خبردار تھیں۔ ان ہی وجوہ سے ایک لمحہ بھی دنیا کی زینت و آسائش کا خیال ان کے دل میں نہ آیا۔

ان خاصان پروردگار کے دنیا کے متعلق ایسے خیال ہونا کچھ تعجب خیز بات نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تو ایسے حاکم حقیقی کے مطیع بندے تھے جس نے دنیا سے نفرت کرنے کو اپنا سبب خوشنودی بیان فرمایا ہے۔ بلکہ ان حاملان نور یعنی صاحبان کسا آل عبا کو محض اس غرض سے اپنا مقرب و برگزیدہ بنایا کہ وہ خلائق کو اس امر کے ہدایت کریں کہ خلائق دنیا کی طرف مائل نہ ہوں۔ کلام خدا کے حامل اور اصول دین کے دل سے قایل ہوں۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص خوشنودی معبود بھی چاہے اور لذات دنیا پر فریفتہ رہے۔ مولانا روم اپنے دیوان میں یہ شعر ارشاد فرماتے ہیں ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دون
این خیال است و محال است و جنون

یہی باعث تھا کہ رسول یا اہل بیت و اصلی نائبان رسول نے اپنی تکلیف اور مصائب دنیا کا کچھ خیال نہ کیا۔ اور جس طرح اور جس حال میں انہوں نے دنیا میں بسر کی وہ سوائے ان نفوس

کے دوسرے سے ممکن ہی نہیں تھا

جناب سیدہ معصومہ کی یہ کیفیت تھی کہ کوئی روز ایسا نہ ہوتا ہوگا کہ ایک وقت یا دو وقت کا فاقہ نہ ہوتا ہو۔ لیکن خود بھی صابرہ و شاکرہ اور صابر و شاکر کی پارہ جگر تھیں۔ تمام بلاہائے دنیا پر صبر اختیار کرتی تھیں۔

(صبر اسی کو کہتے ہیں کہ باوجود کسی کام پر قدرت رکھنے کے بخوف خدا اس کو نہ کرے۔)

صاحبان کسا نے باوجود قدرت حاصل ہونے اس امر کے کہ اگر وہ تمام روئے زمین کی بادشاہت پروردگار عالم سے چاہتے تو ممکن تھا لیکن ایسا نہیں کیا۔ اپنی موجودہ حالت پر صبر اختیار کیا اور شکر بھیجا۔ اگر اتفاق وقت سے ان صاحبان کے پاس کسی شرعی و نیک طریقہ سے کچھ آ بھی گیا تو فوراً اس کو راہ معبود میں بغرض خوشنودی خالق کونین اور سیری یتیم و اسیر و مسکین دیدیا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اگر خزانہ ہائے دنیا انکے قبضہ میں ہوتے اور یہ ان کا لینا بھی منظور کر لیتے تو شاید ایک ہفتہ میں

سب ختم ہو جاتے۔ اور محتاجین اور مستحقین پر تقسیم کر دیئے جاتے
اور آپ اسی فقر و فاقہ کی حالت میں بسر کرتے۔

(از کتب شیعہ) حضرت عبد اللہ ابن عباس سے مروی
ہے کہ ایک روز جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا اپنی بھوک اور
بے لباسی کی وجہ سے آبدیدہ ہوئیں۔ تو جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ اپنے شوہر کے ساتھ قناعت
مدنظر رکھو۔ خدا کی قسم تمہارے شوہر دنیا میں بھی سردار ہیں اور آخرت
میں بھی۔ اور دونوں جہان میں سب سے زیادہ صالح ہیں۔ پس خداوند
تعالیٰ نے آیہ مرج البحرین نازل فرمائی۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے
کہ ہم نے دو دریا بھیجے ہیں۔ یعنی بحر عالم جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام
ہیں۔ اور بحر نبوت جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا یہ دونوں
باہم ملے جلے رہینگے۔ اور میں نے ان دونوں میں وصل قرار دیا
ہے۔ پھر خدائے تعالیٰ نے فرمایا۔ بینہما برزخ یعنی ان دونوں کے
مابین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برزخ اور مانع ہیں۔
جو علی ابن ابی طالب کو دنیا نہ ملنے کی وجہ سے رنجیدہ ہونیکو منع

کرتے ہیں۔ اور فاطمہ کو اس بات سے روکتے ہیں کہ وہ اپنے شوہر
سے معاملہ دنیا میں کوئی جھگڑا کریں۔ فبای آلاء ربکما تکذبان
اے گروہ انسان وجنات تم کس لئے ولایت جناب امیرالمومنین
علیہ السلام اور رفعت جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا
کی تکذیب کرتے ہو۔ لؤلؤ سے جناب امام حسن علیہ السلام
والمرجان سے جناب امام حسین علیہ السلام مراد ہیں۔ کیونکہ
لولو بڑا بڑا ہوتا ہے اور مرجان چھوٹا اور علی اور فاطمہ کا دو دریا
ہونا کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان دونوں کے
فضائل بہت وسیع ہیں۔ اور خبر بکثرت ظاہر ہوئی ہے۔ ان
دونوں سے۔

دنیا اور اہل دنیا کی مخالفت جناب فاطمہ بنت رسول اللہ کے ساتھ اور جناب فاطمہؑ کو فدک سے محروم کر دینا

خاصان حق بلا میں سدا مبتلا رہے

سلف سے جس قدر صالحین گذرے ہیں بغیر آزار و ایذا پہنچائے دنیا نے کسی کو نہیں چھوڑا۔ اس ایذا دہی صالحین میں دو شخصوں کا امتحان ہوا۔ ظالم کے ظلم کا اور مظلوم کے صبر کا۔ اس امتحان کا بھی خاتمہ آل عبا پر ہوا۔ جیسا کہ منجانب پروردگار مراتب و اقتدار کا خاتمہ ہوا خصوص جناب فاطمہ بنت رسول خدا پر۔ کیونکہ عورات بہ نسبت مردوں کے زیادہ تر رقیق القلب اور صدمات وغما سے جلد گھبرا جاتی ہیں لیکن یہ وہ معظمہ ہیں کہ انہوں نے کسی حالت میں جادہ استقلال کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حقیت فدک کو جو بلا تنازعہ حاصل ہوئی تھی۔ اور وہ حق خدا و رسول کا تھا سنہ ۷ھ میں

بحکم پروردگار۔ بذریعہ وثیقہ ہبہ نامہ حوالہ جناب فاطمہ کرکے اس
معظمہ کو اس پر قابض و دخیل کردیا۔ چار سال تک تو وہ بضعۃ
رسول اس پر قابض رہیں اور اس کی آمدنی سے اسیقدر متمتع
ہوتی رہیں کہ آمدنی اس کی آتی رہی۔ لیکن جب غلہ یا نقدی
اس کی آمدنی کا آیا۔ سب محتاجین و مستحقین کو اپنے ہاتھ سے
دیدیا۔ شاید ایک وقت کا کھانا وہ معظمہ بھی اس میں سے کھا
لیتی ہوں۔ کل حقیت کی آمدنی بحساب انگریزی ایک لاکھ بیس ہزار
روپیہ سالانہ کے تھی۔ بلکہ بعد میں زیادہ ہوگئی تھی۔ اتنا بھی اہل
دنیا کو منظور نہ ہوا۔ کہ ایک وقت بھی اس معصومہ کا اطمینان سے
کٹ جائے۔ اور یہ حقیت انکے پاس رہے۔ بعد رحلت جناب
سرور کائنات فوراً اس کو ضبط کرلیا گیا۔ اور مخالفین اس کو
اپنے قبض و دخل میں لاکر آرام سے بسر کرنے لگے۔ اور اسکی توفیر کا
اندوختہ اپنی اولاد پر تقسیم کرنے لگے بعض نے عہد حکومت میں اپنے
رشتہ داران یا اہل کی جاگیر میں اسکو دیدیا (دیکھو عہد خلافت عثمان
کہ مروان کو فدک جاگیر میں دیدیا گیا (گویا پٹہ اسمتراری دیدیا گیا)

اس کی مفصل کیفیت ذیل میں گذارش کرتا ہوں :-

قصہ ضبطئ فدک از قبضۂ جناب سیدۃ النساء العالمین

بنت رسول رب العالمین

فدک ایک قریہ ہے مدینہ سے دو منزل اور خیبر سے قریب ایک منزل کے فاصلہ پر پیشتر اس پر یہودیوں کا قبضہ تھا۔ ۷ھ میں جو خیبر کے قلعے جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کے بہادرانہ وشجاعانہ حملوں کے سبب فتح ہوئے تھے اور بڑے بڑے سرکشان وبہادران باقی اس لڑائی میں مارے گئے تھے۔ تو اہل فدک جناب شیر خدا سے نہایت درجہ خائف ہو گئے تھے۔ باشندگانِ فدک نے بوجہ احتمال قتل وتباہی خود خوف زدہ ہو کر جناب رسالت مآب سے صلح کی درخواست کی۔

(صاحب حبیب السیر ومعارج النبوت وغیرہ) لکھتے ہیں کہ آنحضرت نے جناب اسد اللہ الغالب کو بھیجا اور صلح ان

کے ہاتھ پر واقع ہوئی ہشرائط صلح یہ تھے۔ کہ علی ان کے خون سے
درگذر کریں۔ اور حیثیت فدک معہ باغہائے رسول اللہ صلعم
سے متعلق رہیں۔

چونکہ بلا جنگ اور بغیر کوشش کے فدک مسلمانوں کے
ہاتھ آیا تھا۔ تو بموجب آیۂ قرآنیہ وہ حق خود جناب رسول اللہ تہا
پس جبرئیل بحکم پروردگار خدمت رسول میں آئے اور آیہ وات
ذوی القربی حقہ لائے (ترجمہ آیۃ) اے رسولؐ قرابت دار کو اس
کا حق پہنچا دو حضرت نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ میرے قرابت دار
کون اور ان کا حق کیا ہے۔ جبرئیل نے کہا کہ وہ رشتہ دار فاطمہ زہرا
اور اس کا حق باغ فدک ہے یعنی یہ حق خدا و رسول ہے تم اس
کو فاطمہ کو دیدو۔ جناب سید المرسلین نے جناب سیدۃ النساء
العالمین کو بلایا اور فدک انکے حوالہ کر دیا۔

(صاحب کنز العمال و درمنثور) لکھتے ہیں جناب رسول خدا
نے ایک وثیقہ اس کی بابت لکھ دیا (مولف) خدا اپنا حق خود دیوے
اور رسول سے کہے کہ تم بھی اپنا حصہ دیدو۔ اور رسول خدا وثیقہ

یعنی ہبہ نامہ لکھیں۔ اور پروردگار حکم دیوے۔ اور جبرئیل کے روبرو لکھا جاوے۔ اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہونا چاہیئے۔ بھائی یہ رجسٹری سے بھی زیادہ ہے۔ وہ وثیقہ اس معظمہ کے حوالہ کردیا گیا زر ثمن پروردگار نے بابت اپنے حق کے معاف کردیا۔ اور رسولؐ نے بھی ایسا ہی کیا۔ اسی روز سے اس بضعۃ رسول کا اس پر قبضہ ہوگیا۔ کیونکہ موہوب کی یہ شان نہیں تھی کہ اس سے انحراف کرجائے

سلہ؁ میں جب رسول خدا کا انتقال ہوا۔ اور حضرت ابوبکر مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو انہوں نے اول فدک کو ضبط کیا۔ اور اموال فیٔ وخمس کو ان پر بند کردیا۔ اور اس سوگ نشین پدر مردہ ستم رسیدہ مظلومہ سے الٹے گواہ ثبوت ملکیت پر طلب کئے۔ اور وثیقہ پیش کردینے کا حکم دیا۔

(مولف) یہ مقدمہ اجلاس اول میں ہی پیش ہوا تھا۔ سارے اختیارات جبر و تشدد ان کو حاصل تھے۔ دیوانی و فوجداری کے تمام حکم اسی مقدمہ میں حاکم صاحب نے صرف کردیئے۔ اختیارات دیوانی سے تو قابض کو بیدخل کردیا۔ اور اختیارات فوجداری

سے اس کے عامل کو جبراً نکال دیا۔ اور خود قبضہ کرلیا۔ بعد رسول
جانشین رسول و حاکم شرع ایسا تو ہو جس کو ایسے اختیار حاصل
ہوں۔ ایسا انصاف سلف سے اس وقت تک نہ کسی عدالت مذاہب
اسلام و غیر اسلام میں ہوا۔ اور نہ ہوگا۔ کہ قابض سے شئے مقبوضہ کو
چھین لیا گیا ہو۔ اور جو اس نے عدالت میں دعوے کیا ہو تو اس
سے گواہ ثبوت ملکیت کئے گئے ہوں۔ اور جو اس نے گواہ پیش کئے
ہوں۔ تو ان کی گواہی نہ مانی گئی ہو سب سے زیادہ اس میں یہ
بات قابل انصاف و نظر ڈالنے کے ہے کہ جو فریق مخالف ہے وہ
ہی مجسٹریٹ عدالت فوجداری کا۔ اور چیف ہائیکورٹ عدالت
دیوانی کا۔ اور اسی کے اجلاس میں یہ مقدمہ ہے۔ نہ مجسٹریٹ
صاحب مقدمہ کسی دوسرے اجلاس میں منتقل کرتے ہیں۔ نہ اپنا
کوئی گواہ پیش کرتے ہیں۔ نہ ان کا کبھی اس شئے پر قبضہ ہوا ہے اور
سب سے تعجب خیز بات یہ ہے کہ خود اپنے آپ مالک شریعت
رسول اور نائب رسول قرار دیتے ہیں۔ اور قانون خداوندی قرآن
شریف کے خلاف فیصلہ دیتے ہیں۔ مزید برآں یہ کہ اس

معاملہ میں قانون خداوندی (قرآن) کی چند دفعات کو اپنی تصنیف شدہ دفعہ سے منسوخ قرار دیتے ہیں۔ (قہر درویش بجان درویش نقل مشہور ہے۔ زبردست مارے اور رونے نہ دے) اس معصومہ معظمہ نے اصلی وثیقہ دربار مجسٹریٹی میں پیش کیا۔ اور ساتھ ہی درخواست استغاثہ داخل کی۔ اس وقت ان مجسٹریٹ (حضرت ابوبکر) کے پاس ان کے مختار عام و نفس ناطقہ (حضرت عمر) موجود تھے۔ دونوں صاحبان نے سماعت استغاثہ سے اعتراض کیا۔ اور وثیقہ اور قبضہ کا کچھ خیال نہ کیا۔ بلکہ مختار عام مجسٹریٹ (حضرت عمر) نے (جناب فاطمہ مستغیثہ کے ہاتھ سے وثیقہ لیکر چاک کر ڈالا۔ بعد چاک کرنے وثیقہ کے مستغیثہ (فاطمہ زہرا) سے گواہ طلب کئے۔ اس مستغیث (فاطمہ زہرا) خدا رسیدہ مظلومہ نے پانچ گواہ پیش کئے۔ ان کی شہادت قبول نہ کی گئی۔ (نام گواہان وثیقہ میں۔ علی ام ایمن و حسن و حسین و ام کلثوم)

(مؤلف) ان پانچوں گواہوں میں سے ایک علی ابن ابیطالب کا جو نفس رسول بموجب حکم پروردگار عالم تھے۔ ان کے بارہ

ہیں رسول ختم المرسلین نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ علی منجملہ ان
تین اشخاص کے ہے جو دنیا میں سچے تسلیم شدہ صدیق ہیں۔
(دو امت سالقہ میں صدیق ہیں اور ایک اس امت میں ہے)
اور دوسرا گواہ ایک عورت ام ایمن ہے۔ اس کے
متعلق رسولؐ کا یہ ارشاد ہے کہ اس کی شہادت دو گواہوں کی
برابر ہے۔ اور ان تین باقیماندہ گواہان میں سے دو گواہ حسن و
حسین ایسے ہیں جن کو رسول اللہ نے سردار جوانان اہل بہشت
فرمایا ہے۔ ان کی شہادت بجلسہ ایسی ہے کہ حضرت مریم کی پاک
دامنی کی شہادت طفل صغیر جو گہوارہ میں تھا دی تھی۔ اور وہ دونو
نہایت درجہ پاک وصاف ہر گناہ سے ہیں۔ خود پروردگار عالم
ان کے بارہ میں یہ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے ان کو ہر گناہ و رجس
سے پاک وصاف کیا۔ دیکھو آیۂ انما یرید اللہ الخ
مجسٹریٹ صاحب نے استغاثہ اس وجہ سے خارج کر دیا
کہ نصاب گواہان پورا نہیں ہوتا تھا۔ جناب معصومہ نے نصاب
پورا کرنے کی غرض سے اسماء بنت عمیس کو پیش کیا۔ تو حضرت ابو بکرؓ

صاحب مجبور ہوئے۔ اور واگذاشت پر راضی ہو گئے۔ مگر حضرت عمر رضؓ کے ہاتھ میں ان کی روح تھی حضرت عمر مانع ہوئے اور کہا کہ فاطمہ ایک عورت ہے اور علیؓ ان کا شوہر ہے۔ اُسنے اپنے فائدہ کی غرض سے گواہی دی ہے۔ باقی رہیں دو عورتیں ان کی گواہی از روے شرع کافی نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر تو حیلہ ڈھونڈھ ہی رہے تھے۔ حضرت عمر کی یہ بات سن کر حضرت فاطمہ کو یہی جواب دیدیا۔ اس کے بعد جناب فاطمہ نے وارثتاً ترکہ پدری کا دعوے کیا۔ جج صاحب نے بہت سی جرح کیں۔ (فاطمہ زہرا) نے جج صاحب سے ایسے سوالات کئے اور ان کے بیان کی تردید میں ایسی مسکت باتیں پیش کیں کہ جواب نہ دے سکے۔ لیکن اس کی دادخواہی کے بارہ میں بطور انکار اپنے سر کو ہلاتے رہے اور اس کی استدعا پر مطلق توجہ نہ کی۔ مجبور مدعیہ ناکام و محروم اپنے گھر کو واپس آئی اور مدت العمر پھر کبھی مجسٹریٹ و جج صاحب (حضرت ابوبکر و نعص ناطقہ حضرت عمر) کے اجلاس میں نہ گئی۔ بلکہ وقت وفات خود اس ستم رسیدہ نے یہ وصیت کی کہ دونوں صاحبان مذکورین کو

میرے جنازہ میں شریک نہ کرنا۔
ایک روز مجسٹریٹ صاحب کو اپنے اس فیصلہ ناجائز کے صادر کرنے پر ندامت ہوئی تو اپنے مختار عام سے کہا کہ چلو مستغیثہ و مظلومہ و مدعیہ (فاطمہ زہرا بنت رسول خدا) سے اپنی خطا معاف کرائیں۔ یہ صلاح کر کے دونوں صاحب مستغیثہ و مدعیہ (جناب فاطمہ) کے مکان پر گئے اور اپنی خطا کی معافی چاہی۔ اس مظلومہ نے خطا معاف نہ کی۔ اور ایسے الفاظ کہے کہ جس کے سبب مجسٹریٹ و جج صاحب (حضرت ابو بکر) رونے لگے۔ اور مختار عام (حضرت عمر) نادم ہو کر لوٹ گھر آئے۔

مدعا میری اس ساری سمع خراشی کا یہ ہے کہ اس غریب فاقہ کش اپنی محسن کی صاحبزادی و یادگار رسول پر بعد رسول ایسے ایسے ظلم کئے۔ کہ اس کو نان شبینہ تک سے محتاج کر دیا۔ اور اسی پر اکتفا نہیں کی۔ بلکہ اس کا گھر جلا دینے کا ارادہ کیا یا بقول جلا دیا۔ یا بقول بعض اس پر دروازہ گرا دیا کہ جس کے صدمہ سے اسقاط حمل ہوا۔ اور وہ دختر نیک اختر رسول اسی صدمہ سے

جاں بحق ہوئی۔

صاحب حبیب اسیر لکھتے ہیں کہ جب جناب فاطمہ نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ میرے باپ کی میراث مجھ کو دو۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا النبی لا یورث (نبی کا ورثہ نہیں ہوتا) پس جناب فاطمہ نے ارشاد کیا۔ کیا زکریا نے خدا سے دعا نہیں کی۔ (فهب لی من لدنک ولیا یرثنی و یرث من آل داؤد) ترجمہ (پروردگار عالم مجھ کو ایک ولی عنایت کر جو وارث ہو میرا اور آل داؤد کا) یہ سن کر حضرت ابوبکر نے کہا کہ نبی کا ورثہ نہیں ہوتا ہے۔ جناب فاطمہ نے پھر فرمایا کیا خدائے تعالیٰ نے نہیں فرمایا۔ آیہ۔ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین) ترجمہ اللہ تم کو وصیت کرتا ہے تمہاری اولاد کے بارہ میں لڑکے کا حصہ دختر سے دوگنا ہے۔ یہ تو کہیں نہیں فرمایا کہ نبی کی اولاد کا ورثہ نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر نے پھر وہی جواب دیا کہ نبی کا ورثہ نہیں ہوتا۔ القصہ اس قضیہ میں درمیان امیر المومنین علی و فاطمہ علیہم السلام اول فریق اور شیخین رضی اللہ عنہم فریق دوم کے جیسا کہ بعض کتب مبسوطہ میں مذکور ہے بہت کچھ گفت و شنید

واقع ہوئی۔ اور ابوبکر صدیق نے فدک اہل بیت کو واپس نہ دیا اور
نیز تبرکات جناب سرور کائنات سے کچھ بھی جناب فاطمہ کو
واپس نہ دیا۔ اور یہ معاملہ جمہور کے نزدیک نہایت عجیب وغریب
ہے۔ (مولف) جناب فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا نے دو قسم کا دعوے
کیا ہے۔ ایک بحیثیت مستغیثانہ جس کا تعلق صیغہ فوجداری سے
ہے۔ کہ جو جبراً اُن کے عامل کو فدک سے اٹھا کر خود فدک پر قبضہ کر لیا
تھا۔ دوسرا دعوے بحیثیت مدعیانہ جس کا تعلق صیغہ دیوانی سے
ہے کہ اپنے باپ کے ترکہ کی استدعا کی تھی۔ اور واپسی دخل و
استقرار حق کی نالش کی تھی۔ جب ان دونوں دعووں کی سماعت
نہ ہوئی۔ اور دربار خلافت سے خلاف حکم خداوندی (قرآن) کے
اور مخالف انسانیت و اسلام کے صاف جواب ملا تو اس مخدومہ
دوجہان نے اپنے اُن عذبات و اختیارات کو جو بجانب پروردگار
عالم آل عبا صاحبان کسا کو مرحمت ہوئے تھے۔ استعمال کرنا
شروع کیا۔

ہدایت اور احکام قرآن مجید کی تکمیل کر کے موجودہ و آئندہ آنیوالی

نسلوں کو حکم پروردگار سے آگاہ کرنا۔ اور یہ بات ظاہر کرنا۔ کہ ہمارے سوائے امور حکم پروردگار (قرآن شریف) کا جاننے والا دوسرا نہیں ہے۔ ہمارے ہی گھر میں یہ نازل ہوا ہے۔ ہم ہی اس کے اہل ہیں۔ ہمارے علاوہ جو کوئی اس کا دعوے کرے وہ باطل ہے۔ اس طرح نافذ فرمایا اور حجت پروردگار کو اتمام پہنچایا جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا مقنعہ سر پر ڈال کر اپنے آپ کو چادر سے محفوظ کر کے چند زنان بنی ہاشم و دیگر عورات خادمہ وغیرہ کو ساتھ لیکر مسجد رسول میں تشریف لائیں جہاں مہاجرین اور انصار ابوبکر کے پاس موجود تھے۔ ایک پردہ چادر سفید کا درمیان میں ڈالدیا گیا۔ جناب موصوفہ نے اول ایک آہ سرد کھینچی کہ جس سے موجودہ مہاجرین و انصار سب پر اس آہ سرد نے اثر کیا۔ اور پھر آپ نے ایک خطبہ فصیح و بلیغ ارشاد فرمایا۔

(مؤلف) یہ خطبہ موسوم بہ خطبہ لمعہ ہے سنی و شیعہ دونوں نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے چنانچہ اہل سنن میں سے ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ میں اور ابوبکر احمد بن عبدالعزیز جوہری

نے کتاب السقیفہ میں اور ابن مردویہ نے کتاب مناقب میں درج
کیا ہے اور احمد بن طاہر نے کتاب بلاغت النساء میں چند سندیں
اس کی دی ہیں۔ اور ابن اثیر نے نہایہ کے لغت لمیعہ میں اس کا تذکرہ
کیا ہے۔ اور زمخشری نے فائق لغت ہنبتہ میں اس کی طرف اشارہ
کیا ہے۔ اور علامہ سیوطی نے لالی مصنوعہ میں اس کی اصلیت کا
اقرار کیا ہے۔ اور شیخ رحمت اللہ نے کتاب مختصر تنزیہ الشریعہ
میں اس کی اصلیت ظاہر کی ہے۔ بوجہ موافقت صحیحین کے۔
سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامہ میں اس کے چند فقرے
نقل کئے ہیں۔ اور مسعودی نے مروج الذہب میں اس کی طرف
اشارہ کیا ہے۔

اور علمائے شیعہ میں سے علی بن عیسیٰ نے کشف الغمہ میں ابوبکر جوہری
کی کتاب السقیفہ سے نقل کیا ہے۔ اور سید مرتضیٰ نے کتاب شافی
میں اور شیخ صدوق نے علل الشرائع میں اور نیز شیخ مفید اور احمد بن
ابیطالب طبرسی نے کلاً و جزاً اس خطبہ کو نقل کیا ہے۔ اس وقت
اس خطبہ کے ضروری فقروں کا آسان ترجمہ کیا جاتا ہے۔

خطبہ جناب سیدۃ النساء العالمین بطور اختصار

بعد حمد و صلوٰۃ آپ ارشاد فرماتی ہیں۔ اے بندگان خدا تم مخاطبان امر و نہی اسلام خاندان حلال و حرام دین خیر الانام امناے خدا اور رسول ہو۔ کہ دین اسلام کو اپنے بعد کی نسلوں اور آیندہ امتوں تک پہنچاؤ۔ پس ڈرو خدا سے۔ اور اس کی اطاعت کو واجب جانو۔ تاکہ مسلمان ہونے کے بعد کافر نہ ہو جاؤ۔ اور بحالت کفر تمہاری موت نہ ہو۔ ایہا الناس میں فاطمہ دختر رسول ہوں نہ جھوٹ کہتی ہوں نہ غلط نہ کوئی فعل میرا خلاف حق ہے پیغمبر خدا میرے باپ تھے۔ نہ تمہاری عورتوں کے۔ میرے شوہر کے اور ابن عم تھے۔ نہ تمہارے مردوں کے حضرت نے تبلیغ رسالت کی۔ جہاد کیا۔ بتوں کو توڑا مشرکین کے گروہوں کو ہلاک کیا۔ یہاں تک کہ دین حق ظاہر ہوا۔ تم لوگ بسبب کفر و شرک کے جہنم کے گڑھے کے کنارے تھے۔ اور ذلیل و خوار کہ ہر شخص تم پر حکومت کرنے کا ارادہ کرتا تھا۔ سڑا پانی پیتے تھے جس میں پیشاب اور مینگنیاں اونٹ کی

ملی ہوتی تھیں۔ درختوں کے پتے چباتے۔ نہایت ذلت میں بسر کرتے
تھے۔ ہر وقت ڈرتے تھے۔ کہ کوئی دھاوا نہ کر بیٹھے۔ خدا نے تم کو ان
بلاؤں سے بذریعہ محمدؐ کے نجات دی۔ جب کوئی معرکہ جہاد قایم ہوا
حضرت نے اپنے بھائی علیؑ کو بھیجا جنہوں نے منہ نہیں موڑا۔ اور
آتش فساد کو سرد کیا۔ ان کے سرکشوں کو پامال کیا۔ اور اعلائے دین
خدا میں کسی رنج و تعب کی پروا نہ کی۔ یہ علیؑ وہی ہیں۔ جو رسول اللہ سے
کسی وقت جدا نہ ہوتے تھے جنہوں نے اطاعت رسول پر کمر محکم
باندھی تھی۔ اور خلائق کی خیر خواہی پر آمادہ تھے۔ تم لوگ ان حالتوں
میں امن سے بیٹھے عیش کرتے تھے۔ اور آرام مناتے تھے۔ اور ہر وقت
ہم لوگوں کی بلا و مصیبت کی خبر سننے کے منتظر رہتے تھے۔ لڑائی کے
وقت بھاگ جاتے تھے جب رسول اللہ نے وفات پائی تو تمہارے
دلوں میں خار کفر و نفاق چبھنے لگا۔ آثار عصبیت و نفاق ظاہر
ہونے لگے۔ اور وہ لوگ باتیں بنانے لگے۔ جو تلوار کے خوف سے
چپ تھے۔ چند گمنام جو سب سے زیادہ ذلیل تھے ظاہر ہوئے اور
شیطان کی آواز پر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کے بہکانے سے تم

اہل حق پر غضب ناک ہوگئے۔ دوسروں کا حق اپنے گھر لے جانے
لگے۔ حالانکہ ابھی رسول اللہ قبر میں اتارے نہیں گئے تھے۔ تم نے
یہ کہا کہ بخوف فتنہ ایسا کیا۔ حالانکہ خود فتنے میں پڑے اور جہنم محیط
ہے کافروں پر۔ افسوس افسوس تم اور تدبیر امت کرو۔ تم اور دین و
ملت کے محافظ ہو۔ دیکھو شیطان تم کو کہاں لے جاتا ہے۔ تم نے قرآن
کو پس پشت ڈال دیا بس اتنا تم نے صبر کیا۔ کہ خلافت باطلہ تمہاری
مضبوط ہو جائے۔ پھر تو آگ لگانا تم نے شروع کر دیا۔ اور بدعت و
فتنہ کی چنگاریاں چھوڑنے لگے۔ انوار دین خدا کو بجھانے لگے سنت
پیغمبر کو چھوڑنے لگے۔ دینداری کے پردہ میں دین کو مٹاتے ہو اور
بدعت جاہلیت کو زندہ کرتے ہو اور رسول اللہ کا کینہ ان کے اہلبیت
سے نکالتے ہو۔ ہمارا صبر ایسے حال میں ویسا صبر ہے کہ جیسے کسی کے
جگر میں چھری چبھو دو اور نیزہ اسکی پشت میں توڑ دو۔ اور وہ صبر کرے
تم لوگوں کا یہ گمان ہے کہ ہم کو وراثت نہیں پہنچتی۔ (ترجمہ آیہ) کیا
جاہلیت کا حکم چاہتے ہو۔ کون ہے خدا سے بہتر حکم کرنے والا صاحبان
یقین کے لئے۔ کیا حقیقت میری نہیں جانتے ضرور جانتے ہو میں

رسول اللہ کی بیٹی ہوں۔ اے مسلمانو کیا میں محروم کر دی جاؤنگی۔ وراثت سے۔ اے ابو قحافہ کے بیٹے کیا خدا کی کتاب میں یہی ہے کہ تو اپنے باپ کا وارث ہو اور میں اپنے باپ کی میراث نہ پاؤں۔ (ترجمہ آیۃ اعجب افترا بامدھلے ہے خدا پر کیا قصداً تو نے کتاب خدا پر عمل کرنا ترک کیا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ وورث سلیمان داؤد (ترجمہ آیہ) وارث ہوئے سلیمان داؤد کے۔ اور قصہ یحییٰ بن زکریا میں پروردگار فرماتا ہے۔ یرثنی ویرث من آل یعقوب (ترجمہ) میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔) واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ (ترجمہ) قرابت مند لوگ اولیٰ ہیں بعض ان کے بعض سے کتاب خدا میں۔ اور فرماتا ہے۔ آیہ (یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین) خدا تم کو تمہاری اولاد کے بارہ میں وصیت کرتا ہے کہ مرد کے لئے مثل حصہ عورت کے دوگنا ہے۔ اور دوسری آیت میں فرماتا ہے۔ کہ اگر کوئی مال چھوڑے۔ تو اول وصیت بعد والدین اور قرابت مندوں کے لئے ہے۔ تمہارا یہ گمان ہے کہ میرا کوئی حصہ نہیں باپ کی وارث نہیں۔ کیا خدا نے تم کو کسی آیہ میراث

سے خاص کیا ہے (یعنی سوائے آیہ قرآن کے تمہارے پاس
کوئی خاص آیہ آیا ہے) اور ہم کو اور ہمارے باپ کو اس سے علیحدہ
کر دیا ہے۔ کیا میں اپنے باپ کے مذہب پر نہیں ہوں۔ یا تم کو
عام خاص قرآن کا علم میرے باپ اور ان کے ابن عم (علی) سے
زیادہ ہے۔ اے ابوبکر آج کے دن میرا حق بغیر کسی جھگڑے کے
بیفکری سے لے لے۔ تو کل بروز حشر خدا اس کا تجھ سے حساب لے
اور محمد باز پرس کریں۔ قیامت میں تو زیاں کاروں میں ہوگا۔ اور اس
وقت ندامت نفع نہ دیگی (ترجمہ آیہ) ہر بات کے واسطے ایک قرارگاہ
ہے۔ اور عنقریب جانو گے کہ کس پہ عذاب نازل ہوگا۔ عذاب
رسوا کرنے والا اور نازل ہوگا عذاب دردناک۔

اس کے بعد انصار کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے بہادرو
کیا رسول اللہ نے نہیں فرمایا کہ ہر شخص کی رعایت اس کی اولاد
کے ساتھ کرو۔ کتنا جلد تم بدعت و احداث پر راضی ہو گئے۔ ہم پر
ظلم ہوتا ہے اور تم دیکھتے ہو۔ اے بنی قبیلہ کیا میراث میری ہضم
ہو جائے گی۔ حالانکہ تمہارے پاس ہتھیار بہت ہیں کیوں مشترک

ہوتے ہو۔ بعد ایمان کے (آیہ) کیوں نہیں لڑتے ہو اس قوم سے جس نے عہد توڑ دیا۔ قصد کیا کہ رسول کو نکال دیں۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے ابتدائے قتال کی۔ تم کیا ڈرتے ہو۔ ان سے خدا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو۔ اگر ہو ایمان والے۔

جب کسی نے کچھ جواب نہیں دیا تو فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب تم میں راحت پسندی آ گئی ہے۔ مستحق خلافت کو نکال کر چین سے بیٹھے ہو۔ علم دین جو تمہارے گلے تک پہنچا تھا۔ اس کو تم نے تھوک دیا۔ (آیہ) پس اگر کافر ہو جاؤ تم یا جتنے لوگ زمین پر ہیں۔ سب کے سب تو کچھ پرواہ نہیں۔ خدا غنی اور حمید ہے۔ میں جانتی ہوں۔ تم میری مدد نہ کرو گے۔ دل میں درد و الم کے بخارات جمع تھے۔ اس وجہ سے میں نے ظاہر کیا۔ اس قدر کہہ کر حجت کو تم پر تمام کیا۔ کہ قیامت کے دن کوئی عذر نہ کرو۔ لیلو۔ لیجاؤ۔ میرے حق کو جس سے دائمی ننگ و عار اور غضب خدائے قہار کے مستحق ہو۔ خدا تمہارے کرتوتوں کو دیکھتا ہے۔ اور عنقریب جان لینگے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے۔ کہ کسی جگہ الٹے بیٹھے جائیں گے۔ جو تمہارا

جی چاہے کرو۔ ہم بھی جو حق سمجھتے ہیں۔ وہی کرتے ہیں۔ اور انتظار کرو عذاب کا۔ جیسا کہ ہم انتظار کرتے ہیں ثواب کا۔

یہ خلاصہ مطلب ہے خطبہ لمہ کا۔ جو کشف الغمہ سے نقل کیا گیا ہے۔ بعض بعض کتب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جس وقت جناب سیدہ علیہا السلام نے یہ خطبہ فرمایا ہے تو تمام حاضرین کی یہ کیفیت تھی۔ کہ ڈھاریں مار مار روتے تھے۔ اور وہ عورات جو حضرت فاطمہ علیہا السلام کے ساتھ گئی تھیں۔ اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روئیں کہ جس کی انتہا نہیں۔ اور ایک شور عظیم گریہ کا بلند ہوا تھا۔ تمام ہوا خطبہ

بعد اختتام خطبہ جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا حضرت ابوبکر نے جواب میں کہا کہ تم سیدۃ النساء اور دختر خاتم الانبیاء ہو۔ نیک بخت وہ ہے جس نے تمہیں دوست رکھا۔ اور بدبخت وہ ہے جو تم سے دشمنی کرے۔ اور پھر وہی حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نورث ذہبا و لا فضۃ الخ مانع استرداد فدک بتا کر کہا۔ کہ میں نے اسکی آمدنی کو بہ صلاح و اتفاق مسلمین لشکر و سامان حرب و جہاد کیلئے رکھا ہے تمکو ہرگز نہیں دیسکتا۔ ہاں میرا مال موجود ہے۔ اس پر اختیار ہے۔

جس طرح چاہو تصرف کرو۔

تمہارے باپ کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا۔ فدک تم کو نہیں دے سکتا۔ جناب فاطمہ نے فرمایا کہ یہ سب تمہارا مکروفریب ہے کہ سب جمع ہو گئے ہو۔ اور رسول اللہ پر تہمت لگاتے ہو۔ مگر تمہارے نفسوں نے تمہیں کو فریب دیا ہے۔ پس صبر کرنا ہی بہتر ہے اور اس امر پر جو تم بیان کرتے ہو۔ خدا ہی مستعین ہے۔

بعد از ان رسول خدا کے روضہ پر آپ تشریف لائیں اور قبر انور پر جا کر اپنے تئیں گرادیا۔ اور بروایت مسعودی اشعار ورد آگیں با دل حزیں پڑھتی تھیں کہ ایک شعر اس میں کا یہ ہے ؎

انا فقدناك فقد الارض وابلها

واختل قومك فاشهد فقد نكبوا

(ترجمہ) اے پدر بزرگوار آپ کا مفقود ہونا ہمارے لئے ایسا ہے۔ جیسا کہ زمین سے باران رحمت کا دور ہونا۔ تمہاری قوم وقبیلہ میں خلل وخرابی نے راہ پائی۔ آکر اوسان کو دیکھو کہ وہ حق سے پھر گئے۔

بعدہ آپ نے حجرہ طاہرہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

صحیح بخاری جو فرقہ سنت میں اصح الکتب بیان کی جاتی ہے جس کا مرتبہ یہ فرقہ قرآن شریف کی برابر جانتا ہے۔ جیسا لفظ شریف قرآن کے متعلق یہ فرقہ لکھتا ہے۔ وہی صحیح بخاری کے بارے میں استعمال کرتا ہے۔ اس میں اس طرح درج ہے کہ فدک نہ دینے پر فاطمہ غضبناک ہوئیں ابوبکر پر اور مرتے دم تک ان سے کلام نہ کیا۔

ابوالفدا کی روایت ہے کہ جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو انہوں نے فدک کو مروان بن الحکم (یہ وہ شخص ہے جس کے باپ کو رسول اللہ نے مدینہ سے نکلوا دیا تھا۔ کہ وہ نہایت درجہ شریر و بد تھا۔ یہ اس کے فرزند خلف الصدق تھے) کی جاگیر میں دیدیا پس فدک آل مروان کے قبضہ میں رہا۔ یہاں تک کہ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوا تو اس نے مدینہ کے حاکم کو لکھا کہ فدک اولاد فاطمہ کے حوالہ کر دیا جاوے۔ کہ ان کا حق ہے۔ چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام کے حوالہ کیا گیا۔

دنجیال بندہ (جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے خیرخیال

سے اس کو واپس لے لیا۔ ورنہ جس حق سے ان کی جدہ محترمہ محروم رہیں۔ اس کو یہ کیا کرتے۔

وجہ اول۔ یہ کہ تمام خلائق کو معلوم ہو جاوے کہ فاطمہ علیہا السلام بر سر حق تھیں

وجہ دوم۔ یہ کہ عام لوگ یہ جان جائیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے جو در بارہ فدک حدیث بنام نہاد رسول اللہ بیان کی تھی۔ وہ بالکل مصنوعی اور تہمت تھی۔ جناب ختم الانبیاءؐ و نیز جیسا کہ بیان جناب فاطمہ علیہ السلام کا خطبہ لمعیہ میں ہے۔ اور حضرت ابوبکر نے بغرض ایذا رسانی اہل بیت رسول و بطمع دنیا فدک کو ضبط کیا تھا۔ اور جو کچھ جناب سیدہ علیہا السلام نے متعلق خلیفہ اول صاحب اپنے خطبہ میں بیان کیا ہے وہ صحیح ہے

وجہ سوم۔ یہ کہ مروان کو جو حضرت عثمان نے فدک جاگیر میں دے دیا۔ وہ بھی ان ہی وجوہ کو قابل اطمینان ظاہر کرتا ہے۔ اور اس سے یقینی طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ خلیفہ اول یا سوم دونوں میں سے ایک ضرور خاطی ثابت ہوتا ہے۔ اسی طریقہ سے جس نے جناب فاطمہؑ

کو محروم کیا ہے اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو واپس دلایا ہے

وجہ چہارم یہ کہ یہ جو فرقہ سنت جماعت بیان کرتا ہے کہ باغ فدک میں چند درخت خرما کے تھے یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ حضرت ابوبکر خود جواب سیدہ میں اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ امیں نے اس کی آمدنی کو بصلاح واتفاق مسلمین تجہیز لشکر و سامان حرب وجہاد کے لئے رکھا ہے۔ پس چند درختان خرما کی آمدنی سے یہ سامان جو اوپر بیان ہوا ممکن نہیں ہے۔ اور اگر اس کو بفرض محال مان لیا جاوے کہ وہ چند درخت خرما کے تھے تو حضرت ابوبکر صاحب زیادہ ملزم قرار پاتے ہیں کہ تھوڑی سی بھی آمدنی کو انہوں نے اولاد رسول پر اغماض کیا اور وہ جو لفظ تجہیز لشکر و سامان حرب وجہاد کے متعلق کہے وہ بالکل غلط اور جھوٹ قرار پاتے ہیں۔ اور تھوڑی سی آمدنی کے لئے جھوٹی احادیث تیار کیں ؀

اگر میں خطبہ جناب سیدہ علیہا السلام کی تصریح و تشریح کردوں تو طوالت ہوگی۔ اور اصل مدعا (بیان سوانح عمری جناب فاطمہ علیہا السلام) حاصل نہ ہوگا۔ اس خطبہ کے متعلق صرف اسی قدر بیان

کرنا مناسب جانتا ہوں۔ یہ خطبہ جو ان معصومہ نے بیان فرمایا ہی اس سے مراد ان کی ہدایت امت و آگاہی و تعمیل احکام پروردگار و اظہار کرو ار مخالفان شریعت رسول عالی وقار مقصود تھا۔

نیز امت پر اس کا بھی انکشاف کرنا ضروری جانا کہ ہم اہل بیت رسول ہیں ہمارے سوائے کوئی دوسرا رسول کو نہیں پہچان سکتا۔ اور امامت بعد رسول حق علیؑ کا ہے۔ اور قیامت کا تم لوگوں کو خیال ہونا چاہئے۔ پروردگار عالم عادل ہے وہ تمہارے ظلم کو دیکھتا ہے۔ جناب سیدۃ النساء العالمین نے اس خطبہ کے ذریعہ سے وہ ہدایت فرمائی کہ جس کے واسطے جناب رسول اللہ مبعوث بہ رسالت ہوئے تھے ۔ہدایت و تعلیم اصول دین ۔اور کیونکر وہ ایسی ہدایت نہ فرماتیں صاحبان کسا آل عبا کا نور مخصوص اسی وجہ سے پیدا ہوا تھا۔ کہ وہ احکام خدا ور رسولؐ کا حتی الامکان اجرا و استحکام کرائیں اور خلائق سے توحید کو منوائیں۔ جناب سیدۃ النساء کے اس خطبہ کو اگر جہاد باللسان کہا جائے تو نہایت مناسب ہے کیونکہ جہاد با سیف کا اس وقت نہ موقع تھا۔ اور نہ عورات کو

جہاد بالسیف کا حکم ہے۔ آپ نے جو کچھ غصب فدک کے متعلق
حضرت ابوبکر صاحب کی بے عنوانیاں بیان کی ہیں۔ ان سے یہ
مراد نہیں ہے کہ فدک اگر مجھ کو ملتا تو امیرانہ لبسر کرتی۔ اور پلاؤ قورمہ
کھا کر گذر کرتی۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ تمام حاضرین اور آئندہ
آنے والی نسلوں کو اس بات سے آگاہ و خبردار کرنا مقصود تھا کہ
احکام پروردگار یہ ہیں۔ اور میں دختر رسول ہوں۔ اور ہم اہل بیت
کے سوائے دوسرا احکام پروردگار کو جان نہیں سکتا۔ اور جو کوئی
اس کا دعوے کرے وہ کاذب ہے۔ گویا راسخون فی العلم بعد رسول
اہل بیت رسول ہیں۔ رسول اللہ میرے باپ ہیں۔ اور کلام خدا
ہمارے ہی گھر میں نازل ہوا ہے۔ اور یہ بھی حضرت فاطمہ علیہا السلام
کا مدعا معلوم ہوتا ہے کہ جو حدیث مخالف کلام خدا ہو وہ قابل رسوخ
اور ماننے کے نہیں ہے کسی دنیا طلب کی کارروائی سے مصنوعی
حدیث اگر ہو تو۔ اس کو نہ مانا جاوے۔ چونکہ وہ سچے رسول کی پارہ
جگر اور بحکم پروردگار معصومہ و صدیقہ تھیں اور بذریعہ اپنے پدر بزرگوار
کے ان امور سے آگاہ تھیں کہ بعد رسولؐ یہ واقعات پیش آئینگے۔ کہ

وہ دنیا طلب و خواہشمندان عیش و طرب کلام پاک کی تکذیب کرینگے
اور رسول خدا پر تہمت باندھیں گے۔ اور فدک کا قبضہ ناحق کرکے
اور حکومت حاصل کرنے پر دین کو بعوض دنیا بیچ ڈالیں گے۔ اور
الٹے پاؤں پھر جائیں گے۔ اور خلائق کو راہ حق سے بہکائیں گے۔
دین کے پردہ میں دنیا حاصل کریں گے۔ ظاہر میں اصول دین کے
مقر اور دل سے منحرف اور باطن میں پانچوں اصول دین سے
روگردانی اختیار کریں گے۔ اور الٹے پاؤں پھر جائیں گے۔ اور طرح
طرح کے حیلہ و مکر کام میں لائیں گے۔ اور جھوٹی احادیث بنانے اور
رسول پر تہمت کرنے میں کچھ بھی عذاب سقر اور میدان حشر دربار الٰہی کا
خوف نہ کریں گے۔ اور پھر کبھی اپنے آپ کو سچے بنکو ناحق سچوں پر ظلم
کریں گے۔ اور راست بازوں و مطیعان پروردگار کو جھوٹا بنائینگے
پس آپ پر یہ فرض ہوا کہ آپ ان تمام باتوں کا خلائق پر اظہار کر دیں
اور آئندہ جو فدک کا حال ہونے والا ہے (مروان کی جاگیر میں جانا)
آئندہ آنے والی نسلیں اس سے سچے سبق ہدایت حاصل کریں گی۔
اور یہ حدیث جو اس وقت بنام رسول حضرت ابوبکر صاحب نے بیان

کی ہے۔ اس کو قطعی مصنوعی اور رسول پر تہمت جانیں۔ اور یہ بھی
اس معصومہ نے اپنے کلام میں ثابت کر دیا کہ جو اس قسم کے لوگ
ہیں ان کا بروز قیامت پیش پروردگار بُرا حال ہوتا ہے وہ عذاب
الیم میں ہمیشہ گرفتار رہیں گے۔ کیونکہ وہ خلاف منشا پروردگار کرتے
ہیں۔ اور گویا خلائق کو گمراہی کا راستہ بتلاتے اور دکھلاتے ہیں۔ کلام
معصومہ سے جو بجائے کلام پاک ہے یہ اظہار ہوتا ہے کہ ایسا کرنیوالے
دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا نام امت رسول سے
کاٹ دیا جاوے گا۔ اور وہ زیاں کاروں میں شمار کیے جاویں گے
اور بروز قیامت پیش پروردگار سخت ندامت ہوگی۔ اور وہاں
پر اس کا کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ سوائے اس کے کہ وہ جہنم میں بھیجدیے
جائیں۔ اور یہ بھی اس معصومہ نے اپنے طرز عمل سے تمام حاضرین اور
آئندہ آنے والے لوگوں پر جتلا دیا کہ ہم اہل بیت کو دنیا میں کچھ خیال
احتشام نہیں ہے صرف بغرض اتمام حجت یہ کیا گیا ہے تاکہ پیش
پروردگار کوئی اپنی لاعلمی کا عذر نہ کرے۔ اور اس امر کا بخوبی واضح
طور پر اعلان و اظہار کر دیا کہ درصورت اطاعت خدا اور رسول تم

امنائے خدا و رسول ہو دین اسلام کو اپنی نسلوں کو پہنچاؤ اور ایسا نہ کرنا کہ خود ہی تم اس امانت میں خیانت کرو۔ ورنہ خائنین میں تمہارا اشمار ہوگا۔ اور حالت کفر میں تمہاری موت ہوگی۔

غرض ایک ایک فقرہ اس خطبہ کا ایسا ہے جو تمام باتوں پر محیط ہے اور جو کچھ امت رسول میں ناانصافی ہوئی اور بعد ہونے والی ہے۔ اس کو اس معصومہ نے ظاہر کردیا ہے۔ اس کی مفصل تفسیر میں ایک کتاب ضخیم تیار ہوسکتی ہے کیونکہ دنیا میں جس قدر تنازعات مذہبی ہیں۔ اور جس قدر مخالفت اصول دین میں درمیان فرقہ ہائے اسلام کے واقع ہو رہی ہے۔ اور سب ناحق باتوں کے انسداد اور حق بات اور راہ راست پر قائم ہونے کو ہی تو یہ خطبہ اس معظمہ نے فرمایا ہے۔ اس خطبہ میں اصول کے ماننے کی طرف زیادہ تاکید کی ہے۔ جناب معصومہ نے اس طرح ہدایت فرمائی ہے کہ جس طرح رسول یا نائب رسول شریعت کے استحکام میں تعمیل حکم پروردگار بجالاتے ہیں۔

جناب سیدۃ النساء العالمین گو نبی یا امام نہ تھیں لیکن

یہ ضروری ہے کہ وہ نبی کی ایسی محترم صاحبزادی تھیں کہ خود جناب رسالت مآب ان کی تعظیم کرتے تھے۔ اور نہ وہ نائب یا جانشین یا امام تھیں۔ لیکن نائب اور جانشین وامام اول کی زوجہ تھیں۔ اور گیارہ اماموں کی ماں تھیں۔ اور سب سے اعلیٰ درجہ کی یہ بات ہے کہ وہ جزو رسالت تھیں۔ سوائے درجۂ نبوت کے تمام شرف مثل نبی کے ان کو حاصل تھا۔ اس بات کو تو فرقہ مخالف یہ خیال فرمائے گا کہ یہ فرقہ شیعہ کا اعتقاد ہے اور یہ خلاف واقعہ ہے۔ میں فرقہ سنت جماعت میں بصد نیاز یہ التماس کرتا ہوں کہ وہ ذیل کی ان باتوں کا سبب بیان کریں گے کہ کیونکر ہوئیں۔

۱ یہ امر مسلمہ فریقین ہے کہ ایک چہارم کلام مجید مدح اہلبیت اور ایک چہارم مذمت دشمنان اہل بیت میں پروردگار عالم نے نازل فرمایا ہے اس کا کیا سبب ہے (اہل بیت میں جناب فاطمہ علیہا السلام شامل ہیں۔ درجہ ۲ پر ان کا نام ہے)

۲۔ امر مذکورہ بالا کے متعلق تو فرقہ مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے تمام فرقہ سنت جماعت کا اس پر اتفاق ہے۔

حالانکہ یہ بات ممکن نہیں ہے کیونکہ بہت استحکام کے ساتھ فرقہ سنت جماعت نے نصف کلام مجید کا مدح اہل بیت و مذمت دشمنان اہل بیت میں نازل ہونا تسلیم کیا ہے۔

۴۔ اب میں خاص طور پر وہ آیہ و سورہ بیان کرتا ہوں کہ جس میں اہل بیت رسول کی پروردگار عالم نے مدح کی ہے۔ اور فرقہ سنت جماعت کے بڑے بڑے علمار و مجتہدین کو تسلیم ہے۔

الف۔ اول آیہ مباہلہ کو ملاحظہ فرمایئے کہ پروردگار عالم کیا فرماتا ہے۔ اور اس آیہ کے نازل فرمانے سے پروردگار کی کیا منشار ہے۔ (فقل تعالوندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم الخ)

ترجمہ بلاؤ تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنے بیٹوں کو اور بلاؤ تم اپنی عورتوں کو اور بلائیں ہم اپنی عورتوں کو اور بلاؤ تم اپنے نفسوں کو اور بلائیں ہم اپنے نفسوں کو اور آپس میں ایک دوسرے کے متعلق دعا کریں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت نازل ہو۔

جاننا چاہئے کہ مباہلہ کے معنی یہ ہیں کہ دو شخص یا دو فریق آپس میں کسی امر پر نزاع رکھتے ہوں تو اپنے اپنے خاص ان اشخاص کو

جن سے زیادہ ان کو دنیا میں کوئی پیارا نہ ہو اور نیک بخت راست
گفتار ہوں۔ اپنے ہمراہ لیکر میدان میں جائیں۔ اور ایک جگہ ہو کر
درگاہ پروردگار میں دعا کریں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت نازل ہو
اس آیہ میں پروردگار اپنے نبی کو یہ حکم دیتا ہے کہ اے محمد تم نصاریٰ
نجران سے کہدو کہ مباہلہ کریں یعنی وہ اپنے ایسے پیارے و برگزیدہ
شخصوں کو لائیں جن سے زیادہ دنیا میں ان کے نزدیک کوئی نہ
ہو۔ اپنے بیٹوں کو لائیں۔ اپنی عورتوں کو لائیں اپنے نفسوں کو لائیں
(یعنی جن کو نفس ناطقہ کہا جاتا ہے) اور اے رسول تم بھی ایسے شخصوں
کو ان کے مقابلہ کے واسطے لے جاؤ۔ چنانچہ ۲۴ ذی الحجہ بغرض مباہلہ
مقرر ہوئی۔ نصاریٰ نجران کی طرف سے چودہ شخص تھے۔ کوئی عورت
و بچہ ان میں نہ تھا۔ ادھر جناب رسالت مآب صلوٰۃ اللہ علیہ جناب
حسنین اپنے دونوں نواسوں کو بجائے فرزندوں کے اور اپنی
صاحبزادی فاطمہ زہرا کو بجائے عورات اور اپنے داماد و برادر بجان
برابر علی مرتضیٰ علیہ السلام کو جو مثل نفس ناطقہ رسول تھے اور دنیا
میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ان سے زیادہ کوئی

پیارا نہ تھا۔ مباہلہ کرنے کو لے گئے۔ اور یہ چاروں صاحب، اور پانچویں جناب رسول خدا ایک نور کے جز تھے۔ ان پانچوں صاحبان میں بوجہ خوردی و بزرگی تین درجہ تھے۔

درجہ اول پر جناب رسول خدا کہ وہ بزرگ خاندان، و ختم المرسلین تھے۔

درجہ دوئم پر علی مرتضے کہ وہ نفس رسول اور قوت بازوے رسول اور جناب فاطمہ زہرا وہ بنت رسول اور زوجہ نفس رسول تھیں یہ دونوں درجہ دوئم میں ہیں۔

درجہ سوئم میں باعتبار خوردی فرزند ہونے کے جناب امام حسن و امام حسین علیہم السلام ہیں۔

جناب رسول خدا صلواۃ اللہ علیہ بوجہ ختم نبوت اور بزرگ خاندان ہونے کے ان پانچوں میں سب کے واجب التعظیم ہیں۔ سوائے درجہ نبوت کے باقی ماندہ صفات میں یہ پانچوں صاحب ان کے ہم سر اور برابر ہیں۔ پروردگار عالم کا لطف و کرم ان پانچوں پر یکساں ہے۔ پروردگار عالم کے جس قدر کام ہیں وہ حکمت و مصلحت سے

خالی نہیں ہے۔ اس آیہ کے نازل کرنے کے چند سبب بخیال ناقص خاکسار معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور سبب ہوں ان کو پروردگار یا راسخون فی العلم جانتے ہوں گے۔

سبب اوّل۔ یہ کہ تمام فرقہ اسلام اور غیر اسلام سب پر یہ ظاہر ہو جاوے کہ خدا اور رسول کے نزدیک ان سے زیادہ کوئی مقرب و پیارا نہیں ہے۔

سبب دوم۔ ان پانچوں کی اصل ایک دوہی نور ہے، گو ظاہر میں پانچ ہیں لیکن باطن میں ایک جان۔ اور ظاہر میں پانچ قالب ہیں۔

سبب سوئم۔ درصورت عدم موجودگی فرزند۔ دختر۔ داماد اور دختر کی اولاد سے زیادہ دنیا میں کوئی عزیز نہیں ہوتا۔ مزید بران اس پر یہ ہو کہ وہ سب لائق و مطیع خدا اور رسول و معصوم وغیرہ بہمہ صفت موصوف ہوں۔ اسی کو تو نورٌ علیٰ نور کہتے ہیں۔

سبب چہارم یہ کہ اس وقت میں جناب رسول خدا کے کوئی فرزند موجود نہیں تھا یہ دونوں حسنؑ و حسینؑ جو بیٹی کے بیٹے

تھے۔ اور حضرت نے فرزندوں سے زیادہ ان کی پرورش کی تھی۔
اور فرزند رسول مشہور تھے۔

سبب پنجم۔ محاورہ عرب میں لنسار کا لفظ بعض موقع پر
بیٹی کے معنوں میں آیا ہے۔ تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوائے
جناب فاطمہ زہرا کے حضرت کے کوئی اور دوسری صاحبزادی نہیں
تھی۔ فرقہ سنت جماعت کا حضرت عثمان کو ذوالنورین کہنا نہایت
درجہ انصاف کا خون کرنا ہے۔

اور اگر کوئی یہ کہے کہ بروز مباہلہ ان صاحبزادیاں میں سے
جو حضرت عثمان کے ساتھ منسوب ہوئی تھیں زندہ نہیں تھیں۔
تو علاوہ جناب فاطمہ کے تین اور صاحبزادیاں فرقہ سنت جماعت
رسالت مآب کی تسلیم کرتا ہے۔ زینب۔ رقیہ۔ ام کلثوم۔ تو دو
صاحبزادیاں رقیہ وام کلثوم حضرت عثمان کو منسوب ہوئی تھیں
وہ موجود نہ ہوں تیسری صاحبزادی زینب تو موجود ہوں گی۔
اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ وہ بھی مر چکی تھیں تو ان تینوں صاحبزادیوں
میں سے کسی کی اولاد ضرور ہوگی۔ اور اگر زینب بھی زندہ نہ ہوں گی تو

ان کے فرزند علی و امامہ دختر ابو العاص تو یقیناً موجود ہونگی ۔ کیونکہ امامہ بنت زینب موصوفہ کا عقد جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب کے ساتھ بعد وفات جناب سیدۃ النسار فاطمہ زہرا کے ہوا ہے ۔ جس طرح کہ جناب رسول خدا حسنین علیہم السلام کو مباہلہ میں لیگئے تھے ۔ ان صاحبزادیاں کو بھی لے جاتے ۔ اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ رقیہ و ام کلثوم کے کوئی اولاد ذکور موجود نہ تھی ۔ تو حضرت عثمان تو زندہ موجود تھے ۔ وہ تو ڈبل حق رکھتے تھے ۔ ان کو تو جناب رسالت مآب ضرور لے جاتے ۔ لیکن ایسا نہیں ہوا ۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ جناب فاطمہ کے کوئی اور صاحبزادی ہی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہ تھی ۔ اور نہ عثمان داماد رسول اللہ ہیں ۔ بلکہ وہ صاحبزادی جو حضرت عثمان کو منسوب ہوئی تھیں وہ رقیہ تھیں ۔ اس کا بھی اظہار پروردگار کو منظور تھا ۔

سبب ششم ۔ جس وقت آیہ موصوف صدر نازل ہوئی ہے ۔ اس وقت جناب رسول خدا کی آٹھ نو بی بیاں زندہ موجود تھیں اور نسائنا کا لفظ بھی آیہ میں موجود ہے ۔ چاہیئے تھا کہ جناب رسول خدا تمام

اپنی بی بیوں کو مباہلہ میں لے جاتے۔ کم از کم اور نہیں تو بی بی عائشہ ہی کو ضرور لیجاتے کہ بقول اہل سنت وہ رسول کی محبوبہ وصدیقہ تھیں۔ اور حضرت ان کے اس درجہ عاشق زار تھے کہ جب تک جنت میں ان کی صورت نہ دکھلائی حضرت کی روح نے مفارقت نہیں کی (مولف) یہ عجیب پُر لطف قصہ ہے۔ فرقہ سنت جماعت یہ کہتا ہے کہ جناب رسول خدا کا انتقال عائشہ کے گھر بلکہ ان کی گود میں ہوا ہے۔ تو حضرت کی روح نے اصلی صورت کو چھوڑ کر تصویر پر کیسے مفارقت اختیار کی۔

غرض جو کچھ ہو امطلب یہ ہے کہ ایسی پیاری بی بی کو جناب رسول خدا مباہلہ میں کیوں نہ لے گئے یا تو یہ کہ جناب رسول خدا جناب فاطمہ اپنی دختر اور حسنین اپنے نواسوں اور علی اپنے داماد سے ناراض تھے اور یہ جانتے تھے کہ کوئی بلا یا آسیب نازل ہو تو ان پر ہی ہو میری پیاری بی بی عائشہ و داماد عثمان پر آنچ نہ آوے تو ایسی صورت میں ان کی نبوت میں بٹہ لگتا ہے۔ اور یہ خلاف شان رسالت ہے۔ اور اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اُن احکام

پروردگار کی تعمیل کرتے تھے۔ کہ جس میں کوئی غرض دنیوی ہوتی تھی
یا اس کا عکس کھینچے تو یہ ہوتا ہے کہ بی بی عائشہ دراصل محبوبہ رسول نہ
تھیں یہ فرقہ سنت جماعت کا ڈھکوسلہ ہے۔ وہ نہ مطیع حکم خداو
رسول تھیں اور نہ مقرب بارگاہ احدیت تھیں۔ کیونکہ یہ موقعہ امتحان
کا تھا اور امتحان میں وہ ہی پورا اترتا ہے جو امتحان کے دینے کی
قابلیت رکھتا ہے اور جس میں امتحان کی قابلیت ہی نہ ہو وہ کیا خاک
امتحان دے گا۔

سبب ہفتم۔ پروردگار عالم نے پنجتن پاک کو نور سے پیدا
کیا تو بجائے نور کے خاک کی کیا قدر رہتی۔ علاوہ اس کے بروز الست
پروردگار ان کا خاص امتحان لے چکا تھا اور اس نے ان حاملان نور
کو ہر رجس وگناہ سے پاک وصاف اور مبرا قرار دیا تھا۔ اور پیدا کیا
تھا۔ اس کو خلایق پر اس امر کا اظہار کرنا منظور تھا کہ ان سے بہتر پروردگار
کے نزدیک کوئی نہیں ہے۔ ہر شخص کو ان کی اتباع واطاعت کرنا چاہیے
اور اگر کوئی نہ کریگا۔ تو میں ان سے مواخذہ کروں گا۔ اور اس کا شمار
میرے نافرمان بندوں میں ہوگا۔ یہ حکم رسول کو تھا کہ تم ان کو مباہلہ

میں لے جاؤ۔ اور امت کو عملاً اپنے اہل بیت کے مراتب دکھلاؤ۔ تاکہ تمہارے بعد ان سے کوئی انحراف نہ کرے۔ اگر کرے تو اس کو اختیار ہے۔ وہ مستحق عذاب سقر و قابل نار ہے۔ ہماری حجت اس پر ختم ہو جاوے گی۔

خلاصہ ان تمام باتوں کا یہ ہے کہ پنجتن پاک آل عبا میں جو وقار اس معظمہ کا ہے۔ وہ کسی دوسرے کا نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ان کے باپ تو ختم المرسلین۔ اور ان کے شوہر امیر المومنین نفس رسول۔ اور ان کے فرزند سردار جوانان اہل بہشت ہیں۔ ایسا شرف اگر کسی بی بی کو ملا ہو تو تبلایا جاوے۔ ایسے مراتب سے تو جملہ انبیاء کی صاحبزادیاں محروم ہیں کہ ان کے باپ اور فرزند و شوہر سب اس مرتبہ کے نہیں ہیں۔

اب میں بیان آیہ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الخ کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ اور دریافت کرتا ہوں کہ اس آیہ کے نازل فرمانے سے پروردگار کا کیا منشا ہے۔ (ترجمہ آیہ) اے ہمارے رسول اپنی امت سے سوال کرو کہ میں تم سے رسالت کی کچھ مزدوری نہیں

چاہتا ہوں۔ لیکن یہ کہ میرے قرابت داروں سے محبت کرنا
اس حکم میں درجہ اول پر قرابت داران رسول ہیں جناب
فاطمہ زہرا ہیں۔ کیونکہ نواسے اور داماد ان ہی کے سبب سے ہیں۔
یہ نہ ہوتیں تو یہ نواسے نہ ہوتے۔ اور نہ داماد۔ اور یہ مسلمہ فریقین ہے
کہ پروردگار کا حکم اس وقت تک کے واسطے ہے جب تک یہ شریعت
قائم ہے۔ اور شریعت قیامت تک کے واسطے ہے۔ تو یہ حکم بھی قیامت
تک رہے گا۔ اندریں صورت قیامت تک ان کی محبت ہر شخص پر واجب
ہوئی (جیساکہ رسالہ روئداد محشر میں ثابت کیا گیا ہے) بالخصوص محبت
جناب فاطمہ قرآن شریف کی جس قدر احکام ہیں خواہ وہ متعلق امر کے
ہیں یا نہی کے وہ سب واجب ہیں ان کا تارک نافرمان پروردگار ہے
جبکہ محبت اہل بیت رسول واجب ہوئی تو جو شخص اس کے خلاف
ان معصومہ پر ظلم کرے یا ایذا دے یا ان کو غضب ناک کرے اس کا کیا
مآل و حشر ہونا چاہیئے۔ اور سب سے زیادہ یہ بات قابل غور و خیال
ہے کہ پروردگار نے اس آیہ کو کس غرض سے نازل فرمایا۔ اس کو اہل
بیت رسول مخصوص جناب فاطمہ کی ایسی کیا خاطر منظور تھی۔ اور یہ بھی

یقینی ہے کہ پروردگار کا ہر فعل و ہر حکم عبث و فضول نہیں ہے۔ کہ اب ہم کو سوائے اس بات کے کہنے کے کوئی چارہ نہیں ہے کہ پروردگا عالم نے اس قسم کی جس قدر آیات یا سورہ نازل فرمائی ہیں ان سے مراتب واقتدار اہلبیت رسول کا ثبوت ہوتا ہے وہ محض بوجہ اظہار وقار و منزلت و اتباع و اطاعت رسول کی نازل کیے ہیں اور وقار و منزلت اہل بیت رسول کی پروردگار عالم اس وجہ سے کرتا ہے ان سے بہتر از ابتدائے عالم تا انتہائے کسی کو پیدا ہی نہیں کیا۔ یہ جس قدر عظمت ہے اسی نور کی ہے جس کو پروردگار عالم نے قبل پیدائش حضرت آدم علیہ السلام پیدا کر کے ساق عرش پر جگہ دی ہے اور حاملان اس نور سے تکمیل توحید کا کام لینا اس کو مدنظر تھا۔ اس کے سوا سے میرے خیال میں کوئی بات نہیں آتی ہے یہی وجہ نزول آیات (ان اللہ ملائکتہ یصلون علی النبی الخ) و آیت ذوی القربے و انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس الخ و سورہ ھل اتیٰ) وغیرہ وغیرہ کا ہے

اب میں مختلف واقعات جناب سیدۃ النساء العالمین بنت جناب فخر المرسلین بطور خلاصہ عرض کرتا ہوں۔

حضرت عائشہ کا سلوک جناب فاطمہؑ کیساتھ

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاحیات حضرت خدیجہ صلوٰۃ اللہ علیہا کسی دوسری بی بی سے نکاح نہیں کیا۔ بعد وفات جناب خدیجۃ الکبریٰ جناب رسالت مآب نے عائشہؓ سے نکاح کیا۔ بی بی عائشہ صاحبہ کو حضرت خدیجہ صلوٰۃ اللہ علیہا سے نہایت رنج وملال تھا۔ حالانکہ وہ معظمہ راہی جنت ہو چکی تھیں جس قدر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ کے یا جناب فاطمہ کے صفات بیان کرتے تھے۔ اتنا ہی عائشہ کو رشک ہوتا تھا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ مجھے کسی عورت پر اتنا رشک نہیں آیا۔ جتنا خدیجہ پر۔ وہ کہتی ہیں کہ جناب رسول خدا گوسفند ذبح کرکے اس کے پارچہ خدیجہ کی سہیلیوں کو بھجوایا کرتے تھے۔ اور میں مارے حسد کے حضرت سے کہتی تھی کہ گویا سوائے خدیجہ کے کوئی عورت دنیا میں ہے ہی نہیں۔

(مولف) بی بی عائشہ کا وہی رشک حضرت خدیجہ کی صاحبزادی

جناب فاطمہ علیہ السلام اور ان کے داماد جناب علی مرتضٰے علیہ السلام سے رہا۔ تمثیلاً تاریخ الخمیس اور حیات القلوب میں لکھا ہے کہ درمیان دولت خانہ جناب سیدہ و جناب رسول خدا جس میں عائشہ رہتی تھیں کھڑکی تھی۔ اس راہ سے آنحضرت اکثر جناب فاطمہ علیہا السلام کے پاس جایا کرتے تھے۔ اور خیر و خیریت جناب فاطمہ و حسنین و جناب علی مرتضٰے علیہم السلام دریافت کیا کرتے تھے۔ یہ امر بھی حضرت عائشہ کے مزاج کے خلاف حسد کا تیز کرنے والا ہوتا تھا۔

ایک روز بی بی عائشہ از راہ عداوت اہل بیت رسول آدھی رات کے وقت جناب معصومہ فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا کے ہاں آئیں اور لڑائی شروع کر دی۔ ان کی اس حرکت سے جناب فاطمہ کو نہایت ملال ہوا۔ آپ نے اس کی شکایت جناب رسول خدا سے کی۔ اور اس کھڑکی کو بند کرا دیا۔

(مؤلف) بی بی عائشہ کا یہی منشاء تھا کہ کھڑکی بند ہو جاوے کہ کچھ تو آمد و رفت میں کمی ہو گی۔

مشکواۃ میں لکھا ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام نے اسماء بنت

عمیس سے وصیت کی کہ عائشہ کو میرے جنازہ پر نہ آنے دینا۔ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کی شرح میں کہ عائشہ نے کہا کہ رسول خدا عباس اور ایک اور شخص پہ تکیہ کرکے مسجد میں تشریف لائے لکھتے ہیں (گویا علی کا نام لینا عائشہ کو ناگوار تھا۔ اکہ وہ دوسرا شخص علی تھا۔ اور یہ کہ ابن عباس نے کہا ہے کہ عائشہ کا دل ذکر حضرت علی سے خوش نہیں ہوتا تھا اور زہری کی روایت ہے کہ عائشہ اس کی قدرت نہیں رکھتی تھیں۔ کہ علی کو بخیر یاد کریں۔ اسی کا نتیجہ جنگ جمل وغیرہ کے واقعات ہیں۔

علامہ دمیری حیات الحیوان میں لکھتے ہیں کہ جب علی کی وفات کی خبر عائشہ کو پہونچی تو انہوں نے اس شعر کو پڑھا۔

فالقت عصاھا فاستقر بھا النوی

کما قر عینا بالایاب المسافر

معنی اس کے یہ ہیں، ڈال دیا اس نے اپنا عصا۔ اور جائے اطمینان مل گئی۔ جیسا کہ مسافر کا دل منزل پر پہنچکر خوش ہوتا ہے۔ علامہ مذکور کہتے ہیں کہ القاعصا سے کنایہ ہے حصول اطمینان

سے محاورہ عرب ہے کہ جب کوئی جائے اطمینان پر پہنچ جاتا ہے اور
کل امور اس کے درست ہو جاتے ہیں تو اس کو عصا کہتے ہیں
کہ عصا اپنا ڈال دیا۔ پس اس شعر سے عائشہ صاحبہ کا مسرور ہونا
ثابت ہوتا ہے۔

اور ابن جوزی تذکرہ خواص الامہ اور تاریخ الفدا و روضۃ الصفا
اور روضۃ الاحباب میں لکھتے ہیں کہ امام حسن علیہ السلام کے واسطے
ایک قبر رسول اللہ صلعم کی قریب کھودی گئی۔ اور جنازہ ان جناب
کا اس پر لاکر رکھا گیا۔ مگر دفن کرنے سے پہلے حضرت عائشہ کو اس کی
خبر لگ گئی۔ وہ ایک خچر پر سوار ہوکر اس مقام پر پہنچیں۔ جناب امیر
علیہ السلام کے شیعہ کہنے لگے اور کہا کہ کبھی اونٹ پر چڑھ کر جناب امیر
علیہ السلام سے لڑتی ہو اور کبھی خچر پر سوار ہوکر پیغمبر خدا کے نواسے
کے جنازہ پر جھگڑتی ہو۔ اور دفن نہیں کرنے دیتیں۔ غرض بہت کوشش
کی گئی کہ جنازہ کو دفن کر دیا جائے لیکن مفید نہ ہوئی۔

بعض علماء فرقہ سنت جماعت بغرض ہلکا کرنے جرم عائشہ
کے کہتے ہیں کہ گروہ عائشہ نے دفن نہ ہونے دیا۔ کیونکہ دو گروہ ہو گئے

اور ایک دوسرے کی طرف تیر پھینکنے لگے۔ یہاں تک کہ چند تیر جنازہ میں بھی آ لگے۔ اس وقت جناب امام حسین علیہ السلام اس وصیت کے موافق جو جناب امام حسن علیہ السلام نے کی تھی۔ یہاں سے جنازہ کو گورستان بقیع میں لے گئے۔

(مؤلف) یہاں پر مداحان و پیروان عائشہ نے عائشہ صاحبہ کے جرم کو ہلکا کرنا چاہا ہے صاف صاف لفظوں سے گریز کیا ہے۔ اگرچہ اس سے بھی مطلب نکلتا ہے کہ عائشہ خچر پر سوار ہو کر مانع دفن جنازہ جناب امام حسن نزدیک قبر جناب رسول خدا ہوئیں۔ اور بنی ہاشم کے اصرار پر جنازہ پر تیر برسائے گئے۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ جنازہ لے کر دفن کرنے گئے تھے ان کے پاس تیروں کا ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ ہاں جو بارادہ ممانعت آئے تھے۔ وہ ضرور تیر کمان لائے تھے۔ یہ روایت کتب شیعہ میں بہت صاف ہے دیکھ لی جاوے۔

یہ کارروائی جو منجانب حضرت عائشہ وقوع میں آئی۔ کیا ان احکام جناب رسول خدا کی تعمیل ہے جس کو حضرت اکثر بلکہ قریب قریب روزانہ کے بیان فرمایا کرتے تھے۔ انی تارك فیکم الثقلین الخ

الفاطمة بضعة منی من اذاها فقد اذانی ومن اغضبها فقد اغضبنی۔ والحسن والحسین سید الشباب اہل الجنۃ والحسین منی وانا من الحسین وغیرہ وغیرہ یا پروردگار عالم کے ان احکامات کی تعمیل ہے جو اس نے اپنے کلام میں ارشاد فرمایا ہے اور اپنے رسول پر نازل فرمایا ہے۔ نقل تعالیٰ ندع الخ وان اللہ ملائکتہ یصلون علی النبی الخ وقل لا اسئلکم اجر الخ وات ذوی القربی الخ کیا ذوی القربیٰ رسول اسے قابل تھے کہ ان کا حق دینا تو درکنار ان کے جنازہ پر تیر برسائے جاویں۔

ہائے ہائے جنازہ سبط رسول پر تیر برسائے جاویں۔ اور نبت رسول کے اوپر در گرایا جاوے۔ کیا یہی حق جان نثاری دوستی رسول حبیب رب العالمین اور تعمیل احکام احکم الحاکمین ہے۔ پروردگار اپنے کلام میں فرماتا ہے۔

هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

فضائل جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام

(۱) ثوبان غلام جناب رسول خدا سے مروی ہے کہ جب جناب سرور کائنات سفر کو جاتے تھے تو سب کے آخر میں جناب فاطمہ سے وداع ہوتے تھے۔ اور جب سفر سے آتے تھے تو اول جناب فاطمہ کے پاس جاتے تھے۔

کشف الغمہ میں بطریق ابن عرفہ ابوایوب انصاری سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا کہ اے اہل محشر اپنے سر نیچے کرلو۔ اور آنکھیں بند کرلو۔ یہاں تک کہ فاطمہ صراط پر سے گذر جائیں پس گذریں گی۔ فاطمہ کے ساتھ ہزار حوریں جلو میں بطور خادمہ کے

(۲) جناب رسالت مآب ارشاد فرماتے ہیں جس نے فاطمہ کو ایذا دی یا غضب ناک کیا۔ اس نے مجھ کو غضب ناک کیا۔ اور جس نے مجھ کو ایذا دی اور غضب ناک کیا۔ اس نے خدائے تعالےٰ کو ایذا دی اور غضب ناک کیا۔ اور پروردگار کا ایذا دینے والا کافر ہے۔ یہ

یقینی ہے کہ فاطمہ علیہ السلام کا ایذا دینے والا اور غضبناک کرنے والا پروردگار عالم کو ایذا دینے والا اور غضبناک کرنے والا ہے۔ اب ہر شخص ان باتوں پر خیال کرے کہ جو ظلم جناب معصومہ پر ہوئے اور جنہوں نے ظلم کیا۔ ان کی حالت پر غور کرے۔ اور یہ تبلائے کہ ان ظالم سے وہ معصومہ غضبناک ہوئیں یا خوش

(۳) صحیحین مسند احمد حنبل وتفسیر ثعلبی میں ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آیہ قل لا اسئلکم الخ نازل ہوئی۔ تو اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ من قرابتک الذین وجبت علینا مودتھم یعنی آپ کے وہ قرابت دار کونسے ہیں جن کی دوستی ہم پر واجب کی گئی ہے۔ (قال) آنحضرت نے فرمایا وہ علی وفاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے حسن حسین علیہم السلام ہیں۔

(۴) (مودت القربیٰ مودت گیارہویں) ترجمہ (عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام وحوا کو پیدا کیا تو وہ جنت میں فخریہ کہتے تھے۔ آخر کار انہوں نے فخریہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے

ہم سے بہتر کسی کو پیدا نہیں کیا۔ اس اثنا میں انہوں نے ایک لڑکی کی صورت دیکھی کہ نور اس سے چمک رہا ہے کہ اس کی روشنی آنکھوں کو بے نور کئے دیتی ہے اور اس کے سر پر ایک تاج ہے اور اس کے کانوں میں دو گوشوارے ہیں۔ تب انہوں نے درگاہ احدیت میں عرض کی کہ اے پروردگار یہ لڑکی کون ہے ارشاد ہوا کہ اے آدم و حوا یہ فاطمہ کی صورت ہے جو محمدؐ سردار اولاد آدمؑ کی دختر ہے۔ پھر انہوں نے عرض کی اور یہ تاج اس کے سر پر کیسا ہے۔ حکم ہوا کہ یہ اس کا شوہر علی ابن ابی طالب ہے۔ عرض کی کہ یہ دو گوشوارے کیا چیز ہیں۔ فرمایا کہ حسن و حسین اس کے بیٹے ہیں اس کا وجود میرے علم و یقین میں تمہاری پیدائش سے دو ہزار سال پہلے موجود ہے۔

(۵) مودت القربے مودت گیارہ ترجمہ اور علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ فاطمہؑ پاک دامن ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے اس پر اور اس کی اولاد پر آتش جہنم کو حرام کیا

(۶) مودت القربیٰ مودت گیارہ) ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ پہلے جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ فاطمہ دختر میری ہے۔ اس کی مثال اس امت میں ایسی ہے جیسے مریم دختر عمران بنی اسرائیل میں۔

(۷) ایضاً۔ جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جب روز قیامت ہوگا۔ تو ایک منادی پردہائے نور کے پیچھے سے آواز دیگا کہ اے اہل محشر اپنی آنکھیں بند کر لو۔ کہ فاطمہ بنت محمدؐ صراط سے گذر جائیں

(۸) کشف الغمہ شعرانی میں ہے (ترجمہ) مروی ہے کہ جناب رسول خدا سب سے پہلے دروازہ بہشت کو کھلوائیں گے اور سب سے پہلے اس میں داخل ہونگے۔ اور بعد آنحضرت کے حضرت فاطمہ داخل ہوں گی۔

(۹) نور الابصار میں ہے۔ ترجمہ مجاہد سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا باہر تشریف لائے۔ اور حضرت فاطمہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے تھے پس فرمایا کہ جو شخص اس کو پہچانتا ہے اور جو شخص اس کو نہیں

پہچانتا ہی پہچان لے کہ فاطمہ بیٹی محمد کی ہے اور یہ میرا جزو بدن ہے اور یہ میرا دل ہے اور یہ میری روح ہے کہ جو میری پسلیوں میں رہتی ہے جس نے اس کو ایذا دی پس اس نے مجھ کو اذیت دی اور جس نے مجھ کو اذیت دی پس اس نے بتحقیق اللہ کو اذیت دی۔

(۱۰) ایضاً نور الابصار) اسمار بنت عمیس سے منقول ہے کہ میں حضرتِ فاطمہ کی قابلہ تھی کہ حسن پیدا ہوئے تھے۔ میں نے ان کے لئے کچھ خون نہ دیکھا تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے فاطمہ کے لئے خون نہیں دیکھا نہ حیض میں اور نہ نفاس میں پس رسول خدا نے فرمایا کہ اے اسما کیا تو نہیں جانتی کہ میری بیٹی طاہرہ و مطہرہ ہے نہ اس کے لئے حیض کا خون ہے اور نہ ولادت کا

(۱۱) نسائی ومدارج النبوۃ وغیرہ مروی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ میری بیٹی فاطمہ حور ہے۔ آدمی کی خلقت میں نہ اس کو حیض آتا ہے اور نہ وہ ناپاک ہوتی ہے۔ اور اسی سبب سے اس کا نام زہرا رکھا گیا ہے۔ یعنی طاہرہ اس میں نہ حیض کا خون دیکھتے ہیں اور نہ ولادت کا اور وہ لڑکا پیدا ہونے کے وقت ناپاک

نہیں ہوتی تھیں اور نماز پڑھتی تھیں پس کسی وقت کی نماز ان سے فوت نہیں ہوتی تھی۔

(۱۲) طبرانی و صواعق محرقہ غیلانیات ابوبکر شافعی و اسعاف الراغبین میں بطریق متعددہ اس طرح درج ہے (مروی ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جب روز قیامت ہوگا تو ایک منادی باطن عرش سے ندا کریگا۔ کہ اے اہل محشر اپنے سروں کو جھکاؤ اور اپنی آنکھوں کو بند کر لو۔ یہاں تک کہ فاطمہ بنت محمد صراط سے گذر جائیں پس جناب سیدہ سلام اللہ علیہا معہ ستر ہزار لونڈیوں کے کہ حوریں ہونگی۔ صراط پر سے اس طرح عبور فرمائیں گی جس طرح بجلی چمک جاتی ہے۔

(۱۳) طبرانی و نزل الابرار و نور الابصار میں اس طرح درج ہے (ترجمہ) فرمایا جناب رسول خدا نے کہ بہ تحقیق اللہ فاطمہ کے غضب کے سبب غضب میں آتا ہے اور اس کی رضامندی سے راضی ہوتا ہے

(۱۴) نزہۃ المجالس میں اسطرح درج ہے (ترجمہ) عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اہل بہشت اپنے ناز و نعمت میں مشغول

ہونگے کہ ناگاہ ان کو ایک نور کی چمک معلوم ہوگی۔ پس وہ لوگ گمان کرینگے
کہ یہ آفتاب ہے۔ چنانچہ کہینگے۔ کہ ہمارا پروردگار فرماتا ہے کہ بہشت
میں بہشتی آفتاب کو نہ دیکھیں گے۔ پس رضوان کہے گا کہ یہ آفتاب
نہیں ہے۔ بلکہ فاطمہؑ اور علیؑ دونوں بزرگ ہنستے ہیں یہ ان کی ہنسی
کے نور سے بہشت روشن ہوگئے ہیں

(۱۵) طبرانی میں لکھا ہے۔ ابوہریرہ سے منقول ہے کہ علیؑ ابن
ابی طالب علیہ السلام نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہم دونوں میں سے
آپ کس کو زیادہ دوست رکھتے ہیں مجھ کو یا فاطمہ کو آپ نے جواب دیا
کہ فاطمہ میرے نزدیک تجھ سے زیادہ محبوب ہے۔ تو اس سے زیادہ
عزیز ہے۔

(۱۶) روضۃ الشہدا و شواہد النبوۃ میں اس طرح مندرج ہے۔
(ترجمہ) روایت ہے کہ ایک دن جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ کہ چند زنان قریش نے حاضر ہوکر
عرض کیا کہ اے محمدؐ اگرچہ بروے ملت ہم تم سے بیگانہ ہوگئے ہیں لیکن
چونکہ قرابت نسب میں یگانہ ہیں اور آج ہمارے یہاں ایک تقریب

عروسی درپیش ہے۔ لہذا ہماری تمنا ہے کہ آپ فاطمہ کو بھی اس میں
شریک ہونے کی اجازت دیجئے۔ جناب سرور دو عالم نے کچھ دیر تامل
فرما کر جواب دیا کہ بہتر ہے تم جاؤ۔ میں فاطمہ کو تمہارے یہاں بھیجونگا
جب وہ چلی گئیں۔ آنحضرت جناب سیدہ کے پاس تشریف لے گئے
اور فرمایا کہ جان پدر مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ خلق کے ساتھ بخلق پیش
آؤں۔ دشمنوں کے ظلم و جفا کو برداشت کروں اور ان کے زہر نفاق
کو شیر و شکر کیساتھ مقابل کروں۔ آج بعض زنان قریش نے میرے
پاس آکر اس امر کی استدعا کی ہے کہ ان کے یہاں تقریب شادی
میں تم بھی شریک ہو۔ چنانچہ میں نے ان کی درخواست منظور کر لی ہے
اب تم اس بارہ میں کیا کہتی ہو۔ جناب سیدہ نے عرض کی کہ اے پدر
عالیمقدار مجھے حکم خدا اور ارشاد رسول میں کیا عذر ہو سکتا ہے لیکن متحیر
ہوں کہ کون لباس پہنکر ان کی مجلس میں جاؤں۔ ظاہر ہے کہ وہ سب
جامہ ہائے تکلف و بیش بہا پہنے ہونگی۔ اور مجھے اس لباس کہنہ میں
دیکھ کر خواہ مخواہ طعن و طنز کریں گی۔ زن عتبہ و دختر شیبہ و خواہر
ابو جہل وہاں موجود ہیں وہ ضرور استہزائے نامعقول کریں گی

یارسول اللہ دختران عرب کا لاف وگزاف حضور اقدس پر پوشیدہ نہیں ہے حمالۃ الحطب کہ آپ کی راہ میں کانٹے بچھاتی ہے اور ہندہ زن ابوسفیان کہ جس کو سوا آپ کی غیبت کے کوئی کام نہیں ہے نہایت ساز وسامان سے اس محفل میں موجود ہو گی۔ اور مجھے دیکھ کر ان کی زبان کچھ کہے بغیر نہ رہے گی۔ اور ان کو چشم بصیرت نہیں کہ مرتبہ رسول اللہ کو دیکھ سکیں۔ ہنوز یہ بات ختم نہ ہوئی تھی کہ حضرت جبرئیل نے تشریف لا کر حضور نبوی میں حق تعالےٰ کا سلام عرض کیا اور کہا کہ یارسول اللہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ تم فاطمہ کو ضرور بھیجو فاطمہ کے جانے میں بعض امور خفیہ ظاہر ہونگے:

حضرت نے ارشاد خداوندی سے جناب سیدہ کو خبر دی جناب خاتون جنت نے حکم رب العالمین بسر وچشم تسلیم کیا۔ اور اسی وقت مقنعہ فقر سر پر ڈالا۔ اور چادر عصمت اوڑھ کر با خادمہ وصاحبہ گھر سے نکلیں۔ اس طرف قریش کی سب عورتیں آپسمیں ذکر کرتی تھیں کہ دیکھو جب دختر مصطفےٰ با خرقہ کہنہ یہاں آئیگی اور ہمارے لباس گران بہا دیکھے گی تو اشک اندوہ آنکھوں میں بھر لائے گی۔

ناگہاں ایک ندائے غیب ان کے کانوں میں پہنچی۔ کہ جناب فاطمہ تشریف لاتی ہیں۔ پس جس وقت جناب خاتون جنت نے اس مجلس خانہ عروسی میں قدم رکھا۔ تمام دیواریں گھر کی ان کے نور جمال سے روشن و منور ہو گئیں۔ زنان قریش نے دیکھا کہ دختر محمدؐ خراماں خراماں تشریف لاتی ہیں اور ایسا لباس پر تکلف بے بہا زیب تن اور تاج مرصع سر پر ہے کہ چشم روزگار نے کبھی اس کا مثل نہ دیکھا ہو۔ کنیزان پاکیزہ سرشت کہ در حقیقت حوران جنت تھیں، ہمراہ ہیں جن میں سے بعض حوریں چادر مطہر کو ہاتھوں پر سنبھالے ہوئے ہیں کہ زمین پر نہ لوٹے۔ اور بعض خواصیں مروحہ جنباں ہیں۔ پس یہ کیفیت نمونہ قدرت دیکھ کر زنان حاضرین مجلس کو محویت کا عالم ہو گیا۔ اور حیران ہو کر ایک دوسرے سے پوچھنے لگیں کہ یہ کس سلطان محترم کی دختر گرامی قدر ہے اور یہ خاتون باعظمت و جلالت کون ہے جس کا پرتو جمال شعاع آفتاب کو شرمندہ کرتا ہے۔ اور جس کے جامہ ہائے عدیم المثل کا جواب شاہان ہفت کشور کے خزانوں میں نہ ہو گا لیکن جب ان کو معلوم ہوا کہ یہ خاتون گرامی شریف فاطمہ بنت محمدؐ مصطفےٰ ہے۔ غم حسد سے کانپ اٹھیں

اور وفور ندامت سے اپنی گردنیں جھکا لیں۔ اور اکثر عورتوں نے
گمان کیا کہ جناب رسالت مآب نے معاذ اللہ سحر کیا ہے۔ بالآخر
چند خواتین مختار نے سامنے حاضر ہو کر عرض کی کہ اے دختر مصطفےٰ
جن شیرینیوں اور کھانوں کی تم کو رغبت ہو وہ حاضر کریں۔ جناب
سیدہ نے فرمایا کہ میرے والد بزرگوار کا قول ہے (الجوع للمومنین
والشبع للکافرین) یعنی ہماری صفت گرسنگی ہے۔ اور اگر میری
رضامندی مقصود ہے تو اس سے زیادہ کوئی امر میری مسرت اور
خوشنودی خدا کا باعث نہیں ہے۔ کہ ظلمت کدہ کفر و ضلالت
سے نکلکر فضائے نورانی ایمان و حدانیت میں آؤ۔ اور خدا و رسول
کے نزدیک عزت پاؤ یہ کلام معجز نظام سن کر اس مجمع میں سے اکثر
خوش نصیب عورتیں بصدق دل ایمان لائیں۔ اور کہا

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

(۷) نزہتہ المجالس میں ابن جوزی نے ذکر کیا ہے (ترجمہ) جناب
رسول خدا نے حضرت فاطمہ کو شب عروسی کیلئے ایک نیا کرتہ بنوا

دیا تھا۔ اور ان کے پاس ایک پرانا کرتہ بھی تھا۔ ناگاہ ایک سائل نے دروازہ پر آکر کہا کہ میں خانہ نبوت سے ایک پرانا کرتا طلب کرتا ہوں پس جناب فاطمہ نے ارادہ کیا کہ پرانا کرتہ اس کو دیدیں پھر ان کو قول حق سبحانہ وتعالےٰ یاد آیا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ ہرگز نہ پہنچوگے تم نیکی کو یہاں تک کہ جمع کرو تم اس چیز سے جس کو دوست رکھتے ہو تم۔ پس اس سائل کو جناب سیدہ نے نیا کرتہ دیدیا پس جب آپ کی رخصت کا وقت قریب آیا۔ تو حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ اے محمد بہ تحقیق اللہ تعالےٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور اس نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ فاطمہ کو بھی سلام کہو اور ان کے لئے میرے ساتھ ایک ہدیہ بھیجا ہے کہ جو بہشت کے حلوں میں سے سندس سبز کا ہے پس آپ فاطمہ کو سلام پہنچا دیجئے۔ اور یہ حلہ ان کو پہنا دیجئے

(۱۸) صحیح بخاری وصحیح مسلم میں اس طرح درج ہے۔ ترجمہ فرمایا جناب رسول خدا نے کہ اے فاطمہ کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ تمام عالم کی عورتوں کی سردار ہو۔ یا یہ فرمایا کہ اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔

(مولف) اس امت کے مردوں اور عورتوں کے سردار تو جناب رسول خدا باعتبار نبوت کے ہیں۔ حضرت فاطمہ کے سردار ہونے کی کوئی وجہ صحیحین میں درج نہیں کی۔ یہاں سے صاحبان صحیحین نے عمداً گریز کیا ہے۔

(۱۹) ایضاً صحیحین۔ فرمایا جناب رسول خدا نے کہ فاطمہ بہشت کی عورتوں کی سردار ہے

(۲۰) نور الابصار۔ ابو سعید خدری سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے آپ نے فرمایا ہے کہ وہاں میں نے مریم اور مادر موسٰے اور آسیہ زن فرعون اور خدیجہ بنت خویلد کے لئے قصر دیکھے کہ جو یاقوت سے بنے ہوئے تھے اور فاطمہ بنت محمدؐ کے لئے ستر قصر تھے سرخ مونگے کے کہ اس میں موتی جڑے ہوئے تھے اور ان کے دروازے اور تخت ایک ہی لکڑی سے بنے ہوئے تھے۔

(۲۱) تفسیر کشاف جلد اول۔ ترجمہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ آپ نے ایک مرتبہ قحط کے زمانہ میں کھانا نوش نہیں فرمایا تھا

پس جناب فاطمہ نے ان کے لئے دو روٹیاں اور تھوڑا سا گوشت
ہدیہ بھیجا کہ باوصف اپنی بھوک کے یہ کھانا آپ کے لئے اختیار کیا
تھا پس آنحضرت نے اس کو لے کر حضرت فاطمہ کے پاس خود تشریف
لائے اور فرمایا کہ اے بیٹی تم اس کھانے کو خود میرے پاس لاؤ پس حضرت
فاطمہ نے اس برتن پر سے کپڑے کو اٹھایا۔ ناگاہ دیکھا کہ وہ روٹیوں
سے اور گوشت سے بھرا ہوا تھا پس آپ حیران ہو گئیں۔ اور جانا کہ
یہ حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ پس جناب رسول خدا
نے حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ یہ تجھ کو کہاں سے ملا۔ انہوں نے جواب دیا
کہ اللہ کی جانب سے ہے۔ بہر آئینہ اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہتا
ہے۔ بے حساب پس فرمایا آنحضرت نے کہ جمیع حمد ثابت ہیں واسطے اللہ
کے کہ اس نے تجھکو اس کا مشابہ کیا کہ جو بنی اسرائیل کی سب عورتوں
کی سردار تھیں یعنی مریمؑ بعد اس کے جناب رسول خدا نے علی ابن ابی
طالب اور حسن حسین علیہم السلام اپنے اہل بیت کو جمع کیا۔ اور ان سب
نے اس میں سے کھایا۔ یہانتک کہ سیر ہو گئے۔ اور وہ کھانا جیسا تھا
ویسا ہی باقی رہا پس حضرت فاطمہ نے اپنے محلہ والوں کو بھیجا۔

(۲۲) نزہتہ المجالس۔ نسفی نے کہاہے کہ حضرت فاطمہ نے جناب رسول خدا سے سوال کیا کہ میرا مہر شفاعت امت بروز قیامت قرار دیا جاوے۔ پس جس وقت آپ صراط پر تشریف لے جائینگی اس وقت اپنا مہر طلب فرمائیں گی۔

(۲۳) ویلمی (ترجمہ) فرمایا جناب رسول خدا نے کہ اگر اللہ تعالیٰ علی کو نہ پیدا کرتا تو فاطمہ کا کوئی ہمسر نہ تھا۔

(مؤلف) نور کا پیوند نور سے ہوتا ہے

(۲۴) صواعق محرقہ، ابوبکر خوارزمی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ ایکدن جناب رسول خدا باہر تشریف لائے اور ان کا چہرہ مبارک مانند شب چہاردہم کے چمکتا تھا۔ پس عبدالرحمن بن عوف نے سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ میرے پاس میرے پروردگار کی جانب سے میرے بھائی اور میرے چچا کے بیٹے اور میری بیٹی کے باب میں ایک خوشخبری آئی ہے یعنی یہ کہ اللہ تعالےٰ نے علی کو فاطمہ سے تزویج کیا اور حکم دیا کہ رضوان خازن بہشت کو پس اس نے درخت طوبیٰ کو جنبش دی۔ چنانچہ بحسب تعداد دوستان اہل بیت

دستاویزیں پھل گئیں۔ اور اس درخت کے نیچے اللہ تعالےٰ نے
نور سے فرشتوں کو پیدا کیا اور ہر فرشتہ کو ایک دستاویز عطا فرمائی
اور جس وقت یہ سب لوگ جمع ہوئے فرشتوں نے خلایق میں ندا کی
پس کوئی دوست اہل بیت کا باقی نہیں رہا۔ مگر یہ کہ اس کو ایک
دستاویز دی گئی کہ اس میں آتش دوزخ سے آزادی لکھی ہوئی ہو گی
پس میرا بھائی اور ابن عم اور میری بیٹی آتش دوزخ سے میری امت
کے مردوزن کی گلو خلاصی کا باعث ہونگے۔

(۲۵) کتاب سبعات امام ابو نصر ہمدانی (ترجمہ) مروی ہے
کہ جناب رسول خدا جناب فاطمہ کو بہت دوست رکھتے تھے۔ اس لئے
کہ وہ زاہدہ تھیں۔ اور نیز اس سبب سے کہ آنحضرت کے لئے وہ حضرت
خدیجہ کی یادگار تھیں۔ اور مادر گرامی تھیں حسن اور حسین کی کہ جو نور چشم
رسول خدا ہیں اور ان کے نام مشہور ہیں ایک بتول اور دوسرا زہرا
تیسرا طاہرہ چوتھا مطہرہ پانچواں فاطمہ۔ جب آپ سن رشید کو پہنچیں
تو جناب رسول خدا آپ کے سبب سے غمگین رہا کرتے تھے۔ اور فرماتے
تھے کہ اس کی والدہ نہیں ہے کہ اس کی تربیت کرے اور اس کی شادی

کا سامان مہیا کرے۔ پس حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ اے محمدؐ خدائے جاوید آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ تو فاطمہ کے لئے غمگین نہ ہو اس لئے کہ وہ تجھ سے زیادہ مجھ کو محبوب ہے۔ پس اس کی شادی کا کام میرے سپرد کر دے۔ اس لئے کہ میں اسکو ایسے شخص کی زوجیت میں دونگا کہ جس کو میں دوست رکھتا ہوں یہ سنکر جناب رسول خدا سجدۂ شکر بجالائے بعد اس کے پھر جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل و عزرائیل یہ چاروں فرشتے نازل ہوئے اور ہر فرشتے کے ہاتھ میں ایک خوان تھا جس پر خوان پوش پڑا ہوا تھا۔ اور ان میں سے ہر فرشتے کے ساتھ ہزار فرشتے تھے۔ انہوں نے وہ خوان جناب رسول خدا کے سامنے رکھدیئے۔ پس آپ نے پوچھا کہ یا جبرئیلؑ یہ کیا چیز ہے انہوں نے جواب دیا کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے فاطمہ کو علی کے ساتھ تزویج کیا۔ اور یہ بہشت کے حلے ہیں اور بہشت کے پھل ہیں۔ آپ فاطمہ کو ہی پہنائے اور ان کے اوپر یہ پھل نثار کیجیے پس جناب رسول خدا سجدۂ شکر بجالائے اور فرمایا کہ اے جبرئیل جس چیز سے میں راضی ہوں اس سے فاطمہ بھی راضی ہے۔ اور میں

چاہتا ہوں کہ یہ ہدیہ اور تحفہ اس کے لئے آخرت میں ہوں۔ کہ جو ہمیشگی کا گھر ہے نہ دنیا میں کہ جو محل فنا ہے لیکن اے جبرئیل تم مجھے بتاؤ کہ فاطمہ کی شادی آسمان پر کیونکر ہوئی۔ پس جبرئیل نے کہا یا محمدؐ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ کے حکم سے بہشت کے دروازے کھولے گئے۔ اور جہنم کے دروازے بند کئے گئے۔ بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے عرش و کرسی اور درخت طوبیٰ اور سدرۃ المنتہا کو آراستہ کیا پھر غلمان کو حکم دیا کہ بہشت کے ہر قصر میں ایک خیمہ نصب کریں۔ اور غرفہ میں ایک حجلہ بنائیں اور فاطمہ کی دعوت ولیمہ کے لئے بیٹھیں اور آسمان کے فرشتوں کو جو مقرب ہیں اور روحانی ہیں اور کروبین ہیں حکم دیا کہ درخت طوبیٰ کے نیچے سب جمع ہوں۔ بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے ایک ہوائے خوشگوار کو بھیجا کہ جو بہشت میں چلی اور اس ہوا نے فرشتوں کے اوپر بہشت کے درختوں میں سے کافور اور مشک اور عنبر کو گرایا۔ بعد اس کے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بہشت کے طائر نغمہ سرا ہوئے۔ اور حوروں نے رقص کیا۔ اور درختوں نے حلّے اور جواہرات کے اوپر نثار کئے۔ اور غلمان نے مبارکباد دی۔ بعد اس

کے خدائے جلیل جل جلالہ نے اپنی ذات پاک کی ثنا کی اور فرمایا کہ بہ
تحقیق میں نے سیدہ النساء فاطمہ کو علی کے ساتھ تزویج کیا۔ اور
میں نے علی کی جانب سے قبول کیا۔ اس طرح سے فاطمہ کا عقد
نکاح آسمان میں واقع ہوا پس اے محمد تم زمین پر بھی اس کا عقد کردو
یہ سنکر رسول خدا نے پہلے علی ابن ابی طالب کو بعد اس کے فاطمہ کو
خبر دی اور اصحاب کو مسجد میں جمع کیا۔ پھر حضرت جبرئیل نازل ہوئے
اور کہا کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے علی کو حکم دیا ہے کہ وہ بذاتہ خطبہ پڑھیں
پس جناب رسول خدا نے ان کو خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اس
طرح خطبہ پڑھا کہ جمیع حمد ثابت ہیں واسطے خدا کے کہ جو متوحد ہے
جلال میں اور منفرد ہے کمال میں۔ پیدا کرنے والا ہے اپنی خلق کا اور
انواع و اقسام مقرر کرنے والا ہے اپنی مخلوقات کا وہ ایسا ہے کہ کوئی
ہے اس کی مثل نہیں ہے اور وہ اپنا آپ ہی مثل ہے اس نے اپنے
بندوں کو ملکوں میں پیدا کیا ہے۔ اور ان کو تسبیح کرنے کا اور اپنی ثنا
وصفت کا الہام فرمایا ہے۔ وہ لوگ اس کی حمد کے ساتھ تسبیح و تقدیس
کرتے ہیں، وہ ایسا اللہ ہے کہ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں ہے اور

اس نے اپنے بندوں کو نکاح کرنے کا حکم دیا ہے جیسے انہوں نے
قبول کیا ہے۔ جمیع حمد ثابت ہیں واسطے اللہ کے۔ اس کی نعمتوں پر
اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے
اللہ کے ایسی گواہی کہ جو اللہ تعالےٰ تک پہنچ جائے۔ اور اس کو راضی
کرے۔ اور گواہی دینے والے کی پشت و پناہ ہو۔ اور اسکی شفاعت
کرے اس روز کہ جب آدمی گریز کریں گے۔ اپنے بھائی سے اور اپنی
ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی زوجہ سے اور اپنی اولاد سے
(یعنی بروز قیامت) اور درود بھیج اللہ ہمارے سردار پر کہ جو محمدؐ ہیں
اور وہ ایسے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو اپنی وحی کی تھی۔ اور مخصوص کیا
ہے۔ اور ان سے راضی ہوتا ہے۔ ایسی درود کہ جو ان حضرت کو قیام
قرب میں پہنچائے۔ اور ان کو اس سے حظ حاصل ہو اور رحمت خدا
کی ان کی آل پر اور ان کے اصحاب پر اور ان کے دوستوں پر اور
نکاح اس قبیل سے ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کا حکم دیا ہے اور
اجازت دی ہے اور بہ تحقیق کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور اس کی کنیز کا
بیٹا ہوں اور اس کی طرف رغبت کرنے والا ہوں اور جو تمام دنیائی

عورتوں سے بہتر ہے اور اس کا عطیہ کرتا ہوں اور اس کے مہر میں اسی وقت چار سو درہم دیتا ہوں۔ اس کا کچھ وعدہ نہیں ہے۔ اے رسول امین میں نے اس کو (فاطمہ) مرسلین بالیقین کے طریقہ پر اپنی زوجیت میں لیا۔ پس فرمایا جناب رسول خدا نے کہ میں نے تزویج کیا فاطمہ کو تیرے ساتھ اے علی۔ اور تزویج کیا ہے تجھ کو اللہ تعالے نے اور وہ تجھ سے راضی ہوا ہے اور اس نے مجھ کو برگزیدہ کیا ہے پس کہا حضرت علی نے کہ میں نے اس کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اور آپ کی جانب سے اے رسول خدا قبول کیا۔ پس جس وقت کہ حضرت فاطمہ نے یہ سنا کہ ان کے والد بزرگوار نے ان کو تزویج کیا۔ اور انکے مہر میں درہم مقرر فرمائے۔ تو کہا کہ اے باپ میرے سب امتیوں کی لڑکیوں کا مہر درہم و دینار سے باندھا جاتا ہے۔ پس آدمیوں میں اور آپ میں کیا فرق رہا۔ آپ اللہ تعالے سے سوال کیجیے میرا مہر آپ کی امت کے گنہگاروں کی شفاعت قرار دے۔ پس اسی وقت حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور ان کے ہاتھ میں ایک پارچہ حریر تھا اور اس میں لکھا ہوا تھا کہ اللہ تعالے نے مہر فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفےٰ

کا گنہگاروں کی شفاعت قرار دیا۔ بعد اس کے جناب رسول خدا
نے جناب فاطمہؑ اور علی کو بلایا اور علی کا داہنا ہاتھ پکڑا اور فاطمہ کا بایاں
ہاتھ پکڑا اور بعد دونوں کو اپنے سینۂ مبارک سے لگایا۔ اور دونوں کی آنکھوں
کے درمیان میں بوسہ دیئے۔ بعد اس کے فاطمہ کو علی کے سپرد کیا اور فرمایا۔
اے ابوالحسن تیری زوجہ بہتر زوجہ ہے پھر گھر سے ہوئے اور ان دونوں
بزرگواروں کے گھر میں تشریف لے گئے۔ بعد اس کے باہر تشریف لائے
اور دروازے کے دونوں بازو پکڑ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کو جمعیت
عطا فرمائے۔ تم دونوں کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور اسی کو اپنی غیبت
میں بھی تمہارا حافظ و نگہبان قرار دیتا ہوں۔ بعد آنحضرت کے تشریف لے
جانے کے حضرت علی جناب فاطمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے باتیں
کرنے لگے۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی پس جناب سیدہ علیہا السلام نے رونا
شروع کیا۔ پس حضرت علی نے پوچھا کہ اے سب عورتوں کی سردار تم
کیوں روتے ہو۔ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں تمہارا شوہر ہوں
اور تم میری زوجہ ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے میرے چچا کے بیٹے
میں راضی کیوں نہ ہوں حالانکہ تم میری مرضی کے موافق ہو بلکہ اس سے

زیادہ اور کچھ نہیں ہے بیں اس بات کی فکر کر رہی ہوں کہ مرنے کیوقت اور قبر میں اتارے جانیکے وقت میرا کیا حال ہوگا۔ اس لیے کہ میں نے اپنی اس عزت اور فخر کو بچھونے پر داخل ہونے کو مشابہ کیا۔ اپنی قبر اور لحد میں داخل ہونیکے ساتھ اور میں تم سے سوال کرتی ہوں اے میرے چچا کے بیٹے اور اپنے باپ کے حق کی قسم دلواتی ہوں کہ جو میرا قصد ہے اور مطلب ہے اس تک مجھ کو پہنچا دو اور میرے ساتھ اٹھو اور اپنی محراب عبادت کے طرف آؤ اور ہم تم آج کی رات عبادت میں بسر کریں اس لئے کہ ہمارے لیے بہتر اور سزاوار ہے پس وہ دونوں بزرگوار محراب عبادت کی طرف گئے اور خدمت رب الارباب میں نماز تہجد کیلئے کھڑے ہوئے اور اپنے فرش راحت کو چھوڑ دیا اور عبادت میں مشغول ہوئے اور دونوں بزرگوار رات بھر نماز تہجد کے لئے کھڑے رہتے اور دن بھر روزہ رکھتے تھے یہانتک کہ تین دن گذر گئے تو اپنے بچھونے پر تشریف لائے پس جبرئیل امین چوتھے روز جناب سید المرسلین پر نازل ہوئے اور کہا کہ آپکا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ بہ تحقیق علی اور فاطمہ کرام نے اس تین دن میں اپنے بچھونے کو ترک کیا اور سونا چھوڑ دیا اور روزہ و نماز کی طرف

متوجہ رہے پس تم ان دونوں کے پاس جاؤ اور ان کا حال پوچھو اور
ان سے کہو کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کے ساتھ ملائکہ مقربین سے مباہات کرتا
ہے اور تم دونوں بروز قیامت عاصیوں اور گنہگاروں کی شفاعت کروگے
پس جناب رسول خدا اٹھے اور دونوں کے مقام کی طرف تشریف لیگئے
جب گھر میں اندر داخل ہوئے تو اسماء بنت عمیس کو پایا ان سے پوچھا کہ تو
یہاں کیوں کھڑی ہوئی ہے حالانکہ گھر میں مرد موجود ہے۔ اسماء نے جواب دیا
کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں بہ تحقیق جسوقت کہ لڑکی اپنے
شوہر کے پاس جاتی ہے تو اس کو ایک عورت کی بھی احتیاج ہوتی ہے کہ
وہ وہاں موجود رہے اور اس کی ضرورتوں کو رفع کرے پس میں یہاں کھڑی
ہوں کہ فاطمہ کی ضرورتوں کو رفع کروں پس جناب رسول خدا کی آنکھوں میں
آنسو بھر آئے اور یہ فرمایا کہ اے اسماء اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کی حاجتوں میں
سے تیری ہر حاجت کو روا کرے جضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ اس روز
نہایت سخت گرمی تھی ہم اور فاطمہ دونوں ایک ہی چادر اوڑھے ہوئے تھے
پس جس وقت کہ ہم نے جناب رسول خدا کے کلام کو سنا تو ارادہ کیا کہ ہم
کھڑے ہو جائیں پس آپ نے ہم کو دیکھا اور فرمایا کہ میں تمکو نے اس حق کی

قسم دلواتا ہوں کہ جو تمہارے اوپر ہے کہ تم علیحدہ نہو یہانتک کہ میں تم
دونوں کے پاس آؤں پس ہم میں سے ایک دوسرے کی طرف پھر گیا اور
جناب رسول خدا تشریف لائے اور ہمارے سرونکے پاس بیٹھ گئے اور اپنے
دونوں پاؤں ہمارے بیچ میں پھیلا دیئے اور میں نے آپکا داہنا پاؤں لیکے
اپنے سینہ سے لگایا اور فاطمہ نے آپ کا بایاں پاؤں لیکے اپنے سینہ
سے لگالیا۔ اور ہم آپ کے دونوں پاؤں کو گرم کرنے لگے۔ یہانتک کہ
وہ گرم ہوگئے بعد اس کے آپ نے ہمارے لئے دعاء خیر کی پھر علی کو حکم
دیا کہ باہر جائیں۔ وہ باہر چلے گئے اور فاطمہ سے پوچھا کہ اے بیٹی تم نے
اپنے شوہر کو کیسا دیکھا انھوں نے کہا کہ اے میرے پدر بزرگوار وہ اچھا
شوہر ہے بعد اس کے علی کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ اپنی زوجہ کے ساتھ
نرمی کرو اور اس سے بہ مہربانی پیش آؤ۔ اس لئے کہ بہ تحقیق فاطمہ زہرا
میرا ایک حصہ بدن ہے جو چیز کہ اس کو اذیت دیتی ہے وہ مجھکو اذیت دیتی
ہے اور جو چیز کہ اس کو خوش کرتی ہے وہ مجھ کو خوش کرتی ہے اور میں تم دونوں
کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اپنے بعد اسی کو میں تم دونوںکا حافظ و نگہبان
قرار دیتا ہوں اور اس نے تم دونوں سے نجاست کو دور کیا ہے اور تم

دونوں کو ایسا پاک کیا ہے کہ جو حق پاک کرنے کا ہے علی علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ واللہ میں نے فاطمہ کو کسی بات میں غضبناک نہیں کیا اور
نہ کوئی ایسی بات کی کہ جس سے اس کو کراہت ہو یہانتک کہ اللہ تعالی نے
ان کو اپنے پاس بلالیا اور انہوں نے بھی مجھکو غضبناک نہیں کیا اور نہ کبھی
میرے حکم کے خلاف کیا اور ہر آئینہ وہ ایسی تھیں کہ جب میں ان کو دیکھتا
تھا تو میرے رنج و غم سب رفع ہو جاتے تھے اللہ تعالی ان پر رحمت کرے
اور مروی ہے کہ جناب رسول خدا ایک روز حضرت فاطمہ کے پاس
گئے اور فرمایا کہ اے میری بیٹی تجھ پر سلام ہو آج تیری کیسی حالت ہے
انہوں نے جواب دیا کہ واللہ آج میں دردمند ہوں اور بھوک نے مجھ کو
ضرر پہنچایا ہے پس جناب رسول خدا رونے لگے اور فرمایا کہ تو مضطرب
نہ ہو اس لئے کہ واللہ تین روز گذرے ہیں کہ مینے کسی کھانے کا مزہ نہیں
چکھا ہے حالانکہ میں خدا کے نزدیک تجھ سے زیادہ مکرم ہوں اگر میں اللہ تعالی
سے سوال کرتا تو وہ مجھ کو طعام عطا فرماتا لیکن مینے آخرت کو دنیا پر اختیار کیا
ہے پھر آپنے دست مبارک حضرت فاطمہ کے کندھے پر رکھا اور فرمایا کہ
تجھکو بشارت ہو اس لئے کہ واللہ میں نے تجھکو ایسے شخص کی زوجیت

میں دیا ہے کہ جو دنیا و آخرت میں سردار ہے پس تو اپنے چچا کے بیٹے سے راضی رہ اور تو بہشت کی سب عورتوں کی سردار ہے۔

(مؤلف) اس روایت میں چند باتیں غور طلب ہیں اور لائق یادداشت ہیں

(۱) جناب رسول خدا صلعم جناب فاطمہ کو بہت دوست رکھتے تھے اسلئے کہ وہ نہایت درجہ زاہدہ تھیں نیز اس سبب سے کہ آنحضرت کیلئے وہ خدیجہ کی یادگار تھیں

(۲) جناب فاطمہ کے پانچ نام بہت مشہور ہیں۔ بتول، زہرا، طاہرہ، مطہرہ، فاطمہ ان پانچوں ناموں کی وجہ تسمیہ پر لحاظ و غور کرنا چاہیئے۔

(۳) جبکہ حضرت فاطمہ حضرت خدیجہ کی یادگار تھیں تو باقیماندہ تین لڑکیاں جن کو فرقہ سنت جماعت جناب رسول خدا کی لڑکیاں بیان کرتا ہے اور دو صاحبزادیوں کا عقد یکے بعد دیگرے حضرت عثمان سے بیان کیا جاتا ہے کیا وہ زاہدہ و یادگار جناب خدیجہ نہ تھیں

(۴) جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بوجہ پہنچنے سن رشد جناب فاطمہ کے غمگین ہونا اور حضرت جبرئیل کا منجانب پروردگار نازل ہونا اور حضرت سے ارشاد فرمانا کہ غمگین نہ ہو اس لئے کہ وہ تجھ سے زیادہ مجھ کو محبوب ہے (تو کیا رسول اللہ سے زیادہ جناب فاطمہ پروردگار کو محبوب تھیں) پروردگار کہتا ہے

ہے کہ اسکی شادی کا کام تو سپرد کردے اس لئے کہ میں اس کو ایسے شخص کی زوجیت میں دونگا کہ جسکو میں دوست رکھتا ہوں (علی ابن ابیطالب)

(۵) پروردگار عالم کا جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل فرشتگان مقربین کو معہ چار ہزار فرشتوں کے خدمت میں جناب رسالتمآب کے بغرض پہنچانے حلے ہائے و میوہ بہشت کے بھیجنا۔ اور بہشت کے دروازے بروز عقد جناب فاطمہ کھولنا اور دروازہ ہائے جہنم کو بند کرنیکا حکم دینا اور دعوت ولیمہ کا قائم کرنا اور طوبیٰ کے نیچے تمام فرشتگان مقربین کو جمع ہونے کا حکم دینا اور درختان بہشت سے عنبر و مشک و کافور کا خوشی عقد میں گرانا اور طائران بہشت کا نغمہ سرائی کرنا اور حوروں کا رقص کرنا وغیرہ وغیرہ

(مولف) یہ معاملہ بہت ہی غور طلب ہے اور یہ روایت مذہب اہلسنت جماعت ہے فرقہ شیعہ کا اس سے تعلق نہیں ہے یہ بیان تو اسی فرقہ کا مسلمہ ہے جو جناب فاطمہ کے دعوں کی تکذیب کرتا ہے یا جو جناب فاطمہ کی تین بہنیں یعنی تین اور صاحبزادیاں علاوہ جناب فاطمہ کے جناب رسول خدا کے تسلیم کرتا ہے۔

(۶) آسمان پر عقد جناب فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا کا ہونا

(۷) غلمان کی مبارکبادی دینا۔ آیا غلمان نے کسکو مبارکبادی دی وغیرہ
وغیرہ کہانتک بیان کروں۔ روایت کے ہر فقرہ کو بغور بطور انصاف و
امتحان دیکھا جائے اور جو نتیجہ کہ ان سے برآمد ہوتا ہو اس کو قبول کیا
جاوے کم از کم اتنا تو ضرور ہے ہر شخص کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس معظمہ
معصومہ طاہرہ مطہرہ و بتول العذرا فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا
سے بہتر کوئی بی بی محترم و مکرم نزد پروردگار عالم نہ ہوئی اور نہ ہو اور جب
اس معظمہ مخدومہ دوجہان کا یہ شرف و مرتبہ مان لیا جاویگا تو بموجب
حدیث سرور کائنات یہ شخص بہشتی ہے لیکن جو جو مصائب کہ اس معظمہ
کو اہل دنیا کی طرف سے پہنچے ہیں اور ان اشخاص سے بیزاری کرنا ہر
شخص پر واجب ہے ضرور ان سے علیحدہ ہونا پڑیگا۔ یہ ممکن نہیں ہے
کہ دوست و دشمن دونوں کو مساوی حالت میں شمار کیا جاوے اور ایسے
شخص کا کچھ پاس و لحاظ نہ کیا جاوے کہ جس کی پروردگار عالم کو ایسی خاطر
منظور ہو کہ اس سے بڑھ کر نہ کسی رسول یا نبی یا کسی فرشتہ کا ایسا احترام
پروردگار نے کیا اب فضائل کو بوجہ طوالت چھوڑتا ہوں

کیفیت انتقال جناب فاطمہ علیہا السلام

(۱) سبب رحلت جناب فاطمہ استغاطِ حمل ہے جسکی کیفیت پہلے بیان ہوئی معارج النبوۃ میں بھی عبارت ذیل موجود ہے۔ در خبر پیوست کہ بتول را حق تعالیٰ چند فرزند از امیر المومنین علی ارزانی داشت حسن و حسین و زینب و ام کلثوم و رقیہ و محسن کہ سقط شد و بداں مرض فاطمہ از جہاں رحلت نمود۔

مودت خوارزم و مودت القربیٰ میں اس طرح درج ہے (ترجمہ) ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب فاطمہ زہرا کی وفات کا وقت قریب آیا تو نہ اس معصومہ کو بخار آیا اور نہ دردِ سر عارض ہوا بلکہ حسن و حسین کے ہاتھ پکڑے اور دونوں کو ہمراہ لیکر قبر جناب رسول خدا پر گئیں اور قبر اور منبر کے درمیان دو رکعت نماز پڑھی پھر دونوں کو اپنے سینہ سے لگایا اور ان سے لپٹ کر فرمایا اے میرے بچو تم دونوں ایک ساعت اپنے باپ کے پاس بیٹھو اور امیر المومنین اس وقت مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر وہاں

سے گھر آئیں اور آنحضرت کی چادر اٹھائی پھر غسل کرکے حضرت کا بچا
ہوا لباس (بروایت بچا ہوا کفن) پہنا بعد ازاں اسمار زوجہ جعفر طیار کو
آواز دی۔ اسمار نے عرض کی ہاں اے دختر رسول خدا جناب فاطمہ نے
فرمایا اے اسما تم میرے پاس سے الگ نہ ہونا کہ میں گھر میں ایک ساعت
لیٹنا چاہتی ہوں جب ایک ساعت گذر جائے اور میں باہر نہ نکلوں
تو تم مجھ کو تین آوازیں دینا اگر میں جواب دوں تو تم اندر چلی آنا ورنہ یہ سمجھ
لینا کہ میں رسول خدا سے ملحق ہو گئی۔ بعد ازاں جناب رسول خدا کی جگہ
پر کھڑی ہوئیں اور دو رکعت نماز پڑھی پھر لیٹ گئیں اور اپنا منہ چادر
کے پلے سے ڈھانپ لیا بعض کہتے ہیں کہ جناب فاطمہ نے سجدہ ہی میں
وفات پائی

الغرض جب ایک ساعت گذر گئی تو اسمار نے جناب فاطمہ کی طرف
مخاطب ہو کر آواز دی اے حسن و حسین کی ماں اے دختر رسول خدا اگر
کچھ جواب نہ ملا اسمار اس گھر میں داخل ہوئیں۔ کیا دیکھتی ہیں کہ وہ معصومہ
رحلت کر چکی ہیں

اعرابی نے پوچھا کہ اس معصومہ نے اپنی وفات کا وقت کیونکر

معلوم کرلیا تھا۔ ابن عباس نے جواب دیا کہ ان کے والد ماجد
جناب رسول خدا نے ان کو اس سے آگاہ فرمایا تھا۔ پھر اسماء نے
اپنا گریبان پھاڑا اور بولی کہ رسول خدا نے مجھ کو تمہاری وفات
سے کیوں آگاہ کیا تھا۔ پھر گھر سے باہر نکلی اور حسن وحسین اس
سے ملے۔ وہ صاحبزادے بولے اے اسماء ہماری اماں کہاں
ہیں۔ اسماء خاموش ہو گئیں۔ دونوں صاحبزادے گھر میں داخل
ہوئے۔ ناگاہ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ جناب فاطمہ لیٹی ہوئی ہیں۔ امام
حسین نے ان کو بلایا تو معلوم ہوا کہ وہ انتقال کر چکی ہیں یہ حال دیکھ
کر بڑے بھائی سے عرض کیا کہ اے بھائی آپکو اللہ ہماری مادر
گرامی کے مرنے میں اجر عطا فرمائے۔ بعد ازاں دونوں بھائی گھر
سے نکلے اور کہتے جاتے تھے کہ وا محمداہ وا احمداہ اے نانا آج
والدہ کی موت نے آپ کی موت کو ہمارے لئے تازہ کر دیا۔ پھر
مسجد میں آکر اپنے پدر بزرگوار کو (علی ابن ابی طالب) کو اس واقعہ
کی خبر دی یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی حضرت پر ایسی غشی طاری
ہوئی (ہوش میں آنے کے لئے) آپ پر پانی چھڑکا گیا جب غش

سے افاقہ ہوا۔ اور حضرت گھر میں تشریف لائے۔ اور حجرہ فاطمہ زہرا میں داخل ہوئے۔ اس وقت اسمار ان معصومہ کے سرہانے بیٹھی رو رہی تھیں۔ اور کہتی تھیں کہ اے پسران محمدؐ ہم فاطمہ کے سبب تمہارے جد امجد رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کو یاد نہ کرتے تھے بس اے فاطمہ تمہارے بعد کس کے چہرہ منور کی زیارت کیا کریں گے۔ آخرکار جناب امیر علیہ السلام نے جناب فاطمہ کے منہ پر سے کپڑا اٹھایا کیا دیکھتے ہیں کہ ایک رقعہ ان کے سر کے قریب پڑا ہوا ہے۔ جونہی اس کو پڑھا تو اس میں یہ مضمون پایا:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ فاطمہ دختر رسول خدا کی وصیت ہے اور وہ گواہی دیتی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ محمدؐ خدا کا رسول ہے اور شہادت دیتی ہے کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے۔ اور قیامت ضرور آنے والی ہے۔ اس میں کسی طرح کا شک نہیں ہے اور اللہ تعالےٰ قبروں میں سے تمام مردوں کو زندہ کر کے اٹھائے گا

اے علی میں فاطمہ دختر رسول ہوں۔ اللہ نے میرا نکاح آپ سے
کیا تاکہ دنیا و آخرت میں تمہاری بیوی ہوں۔ اور تم غیر کی نسبت
میرے لئے زیادہ اولیٰ ہو۔ پس تم ہی مجھ کو غسل دینا اور حنوط کرنا۔
اور کفنا کر رات کے وقت مجھ کو دفن کرنا۔ اور کسی کو خبر نہ کرنا۔ میں تم
کو خدا کے سپرد کرتی ہوں۔ اور اپنی اولاد کو جو قیامت تک ہوگی
سلام کرتی ہوں۔

(مؤلف) یہ اقرار ولایت دوازدہ امام علیہم السلام ہے۔ جو
ہر شخص پر فرض ہے۔

جب رات ہوئی تو جناب امیر علیہ السلام نے ان کو غسل
دیا۔ اور تخت پر رکھا۔ پھر امام حسن سے فرمایا کہ جا ر نماز میرے لئے
منگاؤ۔ پھر آپ نے نماز ان پر پڑھی اور اپنے دونوں ہاتھ آسمان
کی طرف بلند کئے۔ پس زمین مثل شعلہ آگ روشن ہو گئی۔

جب ان حضرت نے ان معصومہ کو دفن کرنا چاہا تو بقیع کے
ایک مقام سے آواز آئی۔ میری طرف لاؤ۔ پھر اس جگہ کی خاک
اوپر کو اٹھی اور ان کو ایک قبر کھدی نظر آئی۔ آخر کار میت

کو اس طرف لے گئے۔ اور اس معصومہ کو اس قبر میں دفن کر دیا
جناب امیر علیہ السلام قبر کے کنارے پر بیٹھے اور زمین سے مخاطب
ہو کر فرمایا۔ اے زمین میں اپنی امانت کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ یہ
دختر رسول خدا ہے۔ تب زمین سے آواز آئی۔ اے علی میں تمہاری
نسبت اس پہ زیادہ مہربان ہوں پس تم جاؤ اور غم مت کرو۔
پھر حضرت نے قبر کو بند کیا۔ اور وہاں کی زمین برابر کر دی پس
کسی کو ان معصومہ کی قبر معلوم نہ ہوئی۔ اور نہ قیامت تک معلوم ہوگی
کتب نور الابصار وغیرہ میں اس طرح درج ہے کہ جناب فاطمہ
اپنے والد بزرگوار کے بعد ہرگز نہیں ہنسیں۔ اور علی ابن ابی طالب
سے منقول ہے کہ بہ تحقیق فاطمہ بنت رسول اللہ اپنے والد بزرگوار
کے مرنے کے بعد آنحضرت کی قبر پر گئیں۔ اور وہاں کھڑی ہو کر
روئیں۔ بعد اس کے ایک مٹھی خاک قبر زمین سے لی اور اس کو اپنی
دونوں آنکھوں سے لگایا۔ اور منہ میں ملا۔ پھر یہ شعر موزوں کر کے پڑھے

ماذا علی من شم تربۃ احمد

ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

(ترجمہ) کیا چیز لازم ہے اس شخص پر کہ جو احمد کی خاک قبر کو سونگھے۔ یہ لازم ہے کہ پھر تمام عمر کسی خوشبو کو نہ سونگھے۔

صبت علیا مصائب لو انہا

صبت علی الایام صرن لیالیا

(ترجمہ) میرے اوپر ایسی مصیبتیں پڑی ہیں کہ اگر وہ مصیبتیں دنوں کے اوپر پڑتیں تو وہ رات ہوجاتے۔

(مؤلف) علمار فرقہ سنت جماعت نے اصلی حالت پر پردہ ڈالا ہے لیکن واقعی امر کب پوشیدہ رہ سکتا ہے۔ یہ اشعار اسی وقت کے ہیں کہ جب آپ بعد فراغت خطبہ و انکار حضرت ابوبکر کے محروم و ناکام و مایوس قبر جناب رسالت مآب پر تشریف لے گئی ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے۔

جناب فاطمہ کا اعجاز

ناقہ رسول کا اس معصومہ سے ہم کلام ہونا

کتاب نزہتہ المجالس میں اس طرح مندرج ہے کہ حضرت فاطمہ ایک رات کو باہر تشریف لائیں۔ پس ناقہ جناب رسولؐ جس کا نام عضبا تھا۔ اور خیبر میں دستیاب ہوا تھا۔ آپ سے مخاطب ہو کر کہا السلام علیک یا بنت رسول اللہ۔ کیا آپ کو کوئی حاجت ہے۔ اپنے والد بزرگوار سے اس لئے کہ میں ان کے پاس جانے والا ہوں۔ پس حضرت فاطمہ یہ سن کے رونے لگیں۔ اور ناقہ کے سر کو اپنی گود میں لے لیا۔ یہاں تک کہ وہ اسی وقت مر گیا۔ پس اس معصومہ نے ایک عبا کا اس کو کفن دے کر دفن کر دیا۔

جناب فاطمہ زہرا کو بعد وفات رسول رونے کی ممانعت

جناب فاطمہ الزہرا بنت جناب سردار انبیا ستم دیدہ آفت رسیدہ پر وہ وہ مصائب گذرے کہ اگر کل کا بیان کیا جاوے یا لکھا جاوے تو ایک دفتر طویل کی ضرورت ہے اور پھر بھی وہ ناتمام رہے صرف ان کے آخر وقت کا کچھ حال بطور اختصار عرض کرتا ہوں۔ بعد رحلت جناب ختم المرسلین رحمت اللعالمین اپنے شفیق باپ کے مرنے کا اس قدر صدمہ پہنچا کہ جس نے قلب کو مجروح کر دیا۔ اور علاوہ صدمہ مذکور اور ایسے صدمات واقع ہوئے کہ جن کے بیان کرنے کو پتھر کا کلیجہ درکار ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ معصومہ جان بر نہ ہوئیں۔ اور انتقال فرمایا۔ یہ روایت مسلمہ فریقین ہے کہ جس روز سے جناب رسالت مآب نے انتقال فرمایا کسی نے جناب معظمہ کو ہنستا تو درکنار مسکراتے ہوئے نہ دیکھا

دنیا میں چند ایسے صاحب گذرے ہیں کہ انسے زیادہ کوئی رونیوالا نہیں ہوا

(۱) حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے علیحدہ ہونیکے بعد اس قدر روئے ہیں کہ دو نالیاں انکے رخساروں پر پیدا ہوگئیں۔

(۲) حضرت یعقوب علیہ السلام فراق یوسف میں اس قدر روے کہ آنکھوں کی روشنی جاتی رہی

(۳) حضرت یوسف کہ زندان میں بہ سبب مفارقت حضرت یعقوب علیہ السلام اس قدر رویا کرتے تھے کہ قیدی تنگ آگئے تھے۔

(۴) جناب فاطمہ علیہ السلام معصومہ کونین دختر جناب رسول الثقلین بعد جناب سرور دوجہاں اس قدر روئیں کہ انتہا ہوگئی۔

(۵) جناب سید الساجدین امام زین العابدین جوان معصومہ کے پوتے ہیں وہ فراق اپنے والد و عزیزان و بتعمیل حکم پروردگار (آیہ قل لا اسئلکم عنہ الخ) میں اس قدر روئے کہ ان کے دونو رخسارے گل گئے تھے۔

تیاری مکان بیرون شہر معروف بہ

بیت الاحزان

افسوس صد ہزار افسوس بر حال اہل بیت رسول وجناب معصومہ دل ملول کہ اس یتیم پدر مردہ صدیقہ کا رونا بھی مخالفین کو اس درجہ درد دل ناگوار تھا کہ کسی طرح اس کو بند کرایا جائے کیونکہ اس سے دشمنان ومخالفان کے ظلم کا اظہار مقصود تھا۔ دریافت کرنے والے اس سے آگاہی حاصل کر سکتے تھے یعنی اہل مدینہ میں سے چند اشخاص نے یہ خواہش کی۔ وہ مخدومہ مصیبت زدہ سوگ بیین صف ماتم مبتلائے رنج والم اس قدر نہ رویا کریں کہ ہمارے آرام میں خلل پڑتا ہے۔ اور اگر اس پر قادر نہ ہوں تو دن کو رویا کریں اور شب کو خاموش رہیں۔ یا شب کو رویا کریں اور دن بھر خاموش رہیں۔

(مولف) یہ بنت رسول کو ماتم رسول میں پرسا دیا جارہا ہے۔ تو کیا امت رسول کو یہی شایاں تھا۔ خود تو رسول اللہ کے مرنے کا اتنا بھی افسوس نہ کریں کہ جنازہ تک کے بھی پروانہ کریں۔ اور دختر رسول کو بھی رونے سے باز رکھیں۔ جب جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام تک امر متذکرہ کی شکایت ممانعت اہل مدینہ پہنچی تو ان کو نہایت درجہ صدمہ ہوا اور آبدیدہ ہوئے۔ صبر و خلق و مروت کا بھی اہل بیت پر ہی خاتمہ ہے جناب امیر علیہ السلام نے جناب فاطمہ علیہ السلام سے فرمایا کہ اے بنت رسول آج اہل مدینہ نے اپنی قلبی خصومت کا اظہار ان الفاظ میں مجھ سے کیا ہے اور یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ جس سے اپنے آپ کو بری الذمہ اور الزام ہمارے ذمہ عائد کرنا چاہتے ہیں اور یہ کہتے کہ بنت رسول کے رونے سے ہم کو سخت ایذا پہنچتی ہے۔ یا تو وہ دن کو رو یا کریں یا شب کو۔ میں نے مجبوراً اس کا یہ انتظام کیا ہے کہ باہر جنت البقیع میں ایک مکان تیار کرا دیا ہے۔ اس مکان بیت الاحزان کے نام سے اب

تک مشہور ہے) اے لغبتہ رسول دنیا پُرا متام ہے سوائے صبر
کوئی چارہ نہیں ہے۔ تم یہ کرو کہ مکان بیت الحزن میں جا کر
رویا کرو۔ تاکہ ان لوگوں کے کہنے سے نجات ملے۔ اس روز
سے وہ معصومہ صبح سے وہاں جاتیں اور دن بھر روتیں بوقت
شام جناب شیر خدا علی علیہ السلام ان کو گھر لے آتے تھے (دیکھو
حبیب السیر

جہاں مراتب و منزلت و دعار کا منجانب پروردگار اہل
بیت پر خاتمہ ہوا ہے وہاں مصائب کی بھی ان پر انتہا ہوئی ہے
ان معصومہ کے رونے کی ممانعت میں حیلہ تو ہے۔ دیکھو ان
ہی معصومہ کی صاحبزادیاں و پوتیاں و پوتے جن میں اکثر ننھے
سے بچے تھے۔ بعد شہادت جناب امام حسین فرزند رسول الثقلین
اشقیائے کوفہ و شام نے ان کو ان کے عزیز و اقارب مقتولان کی
لاش پر رونے نہ دیا۔ بچوں کو رونے پر طمانچے اور بڑوں
کی پشت میں نوک نیزہ چبھائے یا تازیانے لگائے۔ اور عام
طور پر یہ حکم دے دیا تھا۔ بقول شاعر

کوئی اگر نکال کے آواز روئے گا
بچہ ہو یا جوان ہو وہ قتل ہوئے گا

تمام شد

تعلیم موٹر

جس کے پڑھنے سے موٹر کا چلانا۔ اس کی مرمت و اصلاح
کا طریقہ پرزوں کا نقص دریافت کرنا۔ اور ان کا علاج بلا
استاد سمجھ میں آجاتا ہے۔ عبارت نہایت سلیس اور عام
فہم قیمت صرف عہ؍ محصولڈاک ذمہ خریدار

گل تازہ

سید محمد الیاس صاحب رضوی جارچوی مولف تعلیم موٹر
و روح انخبیری وغیرہ کے کلام کا انتخاب۔ نہایت بے نظیر
مجموعہ اور علم موسیقی کے شائقین کے لئے بیش بہا تحفہ ہے۔
قیمت صرف ۱۲؍ علاوہ محصول ڈاک۔ جملہ کتب پتہ ذیل سے طلب کریں

امیر بک ایجنسی کوچہ روح اللہ خاں نمبر ۱۵۱۴ بہرام خاں دہلی

کمال

ارباب ایمان کی قدردانی کو ملحوظ رکھکر زینت مکان حفاظت جسم وجان وترقی ایمان کیلئے پورا کلام مجید حسب ذیل تقطیع پر تیار کیا جارہا ہے۔

مولانا مولوی فرزند علی صاحب قبلہ کی صناعی اور کمال سے ایک دنیا واقف ہے یہ اسی ذات مقدس کا مرتبہ اور تیار کردہ کلام مجید ہے۔ اسکی جہانتک قدر کی جائے کم ہے۔ اسکی تعریف کیلئے الفاظ کا جمع کرنا محال ہے جو صاحب قبل از وقت درخواست بھیجدیں گے حسب ذیل ہدیہ پر پیش کیا جاویگا:-

زینت مکان کے لئے قطعہ کی صورت میں ۱۲×۱۰ کی تقطیع پر قیمت عکر

حفاظت جسم وجان کے لئے تعویذ کی صورت میں ۸×۶ کی تقطیع پر قیمت عا

ایضاً ہیکل میں رکھنے کے لئے ۱½×۱ کی تقطیع پر۔ قیمت عہ

ایضاً بازو بند کے لئے ۱×۱¾ کی تقطیع پر قیمت " " عہ

ایضاً نگینہ انگشتری [illegible] لئے قیمت " " " عہ

اب دیکھیں آپ کہاں تک [illegible] قدر فرما کر اظہار عقیدت فرماتے ہیں۔

ملنے کا پتہ امیر بک ایجنسی کوچہ روح اللہ خان تراہا بہرام خان۔ دہلی۔

اطلاع

اس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ ہیں کوئی صاحب
قصد طبع نہ فرمائیں۔ البتہ جس قدر نسخے مطلوب
ہوں امیر بک ایجنسی۔ کوچہ روح اللہ خاں دہلی
سے بارسال قیمت نقد یا بذریعہ وی پی پارسل
طلب فرمائیں ۔

نیازمند

پبلشر

21.3.57